یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے ÷ رہی نہ دولتِ سلمان و سلیمانی
بسم اللہ الرحمن الرحیم
دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی ÷ دارو کوئی سوچ انکی پریشاں نظری کا
علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی ہے لذت بھی ہے ÷ ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
تجلیات بچشم باز
مشاہدات بے تکلف
صاحب استعداد
اجراء فیض
سبحان اللہ
بے مثل و بے مثال بے چون و بے چگون
ذات
عالم یاھوت
عالم لاہوت
عالم جبروت
عالم ملکوت
عالم ناسوت
فیضان آیات
فیضان قرآن
عوالم
مصنفہ و مؤلفہ:
ڈاکٹر نور محمد نور سروری قادری جلالپوری
سلسلہ تصنیف نمبر (۵)

ہدیہ کتاب

اول گیارہ بار درود شریف۔ایک بار الحمد شریف

۔تین بار سورۃ اخلاص۔آخر گیارہ بار درود شریف

برائے ایصال ثواب

مصنف تصنیف ہذا

ڈاکٹر نور محمد نور (سروری قادری،جلالپوری)

(دعا کا طالب) ریاض مسعود

riazmasud2k@gmail.com

netdokan@gmail.com

Cell# 03334215416

مُشاہدہ ترے انتظار میں ہے اور تُو کس کے انتظار میں ہے

سلسلۂ تصنیف ۵ سُبحان اللہ

مصنفِ تصنیف : ڈاکٹر نُور محمّد نُور سروری قادری جلالپوری

تاریخ اشاعت :　　تعداد :

پریس :　　کتابت : محمد شریف اختر خوش رقم پھالیہ (منڈی بہاؤالدین)

قیمت فی جلد : ۳۰ روپے (علاوہ محصول ڈاک)

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

پیش لفظ

قارئینِ کرام! قبل ازیں تصنیف (۱) سیف الرحمٰن (۲) اللہ جل شان (۳) حق سُبحان (۴) زارِ زعفران آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہُوں۔ اب زیرِ نظر تصنیف (۵) سُبحان اللہ آپ کے صرفِ نظر کر رہا ہوں اور اس کے بعد (۶) تصنیف ماشاءاللہ آپ کی خدمت میں پیش ہوگی۔

میں شاید پیش لفظ میں کچھ اور لکھتا لیکن جب سے پہلی تینوں تصانیف سارے پاکستان میں پھیلی ہیں تو لوگ خطوط کے ذریعے بھی اور فرداً فرداً خود تشریف لا کر بھی مجھ سے بیان کر رہے ہیں کہ جو جو اسرار و رموز، قانونِ تصوّف، قواعدِ نظر و نگاہ، استغراق اسم اللہ متعلّق۔ باطنی پرواز، تجلّیات کا نزول، بزرگوں کی زیارت، تسخیرِ قلوب، زاویۂ نگاہ، علم نعم البدل، ناظرِ نگاہ حاضر آگاہ، کشف القلوب، توجّہات ان تصنیفات میں آپ نے بیان فرمائے ہیں ان میں سے مذکورہ بالا امُور پر ہم نے اپنے تجربات، تحقیق مکمّل کر لی ہے۔ اور ان کو ہم نے درست پایا ہے۔

چُونکہ ان تصانیف کا مقصد آپ سے کچھ لینا نہیں بلکہ آپ کو

کچھ دینا تھا نیز ان تمام کتب کو بمعہ اس کی تمام قیمت کے میں اللہ تعالیٰ کی ملک قرار دے چکا ہوں اس لئے دُنیا کے تمام لالچ دُور کر کے ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ بھی ماشاءاللہ ان کا نتیجہ خاطر خواہ آپ پہ ظاہر فرما رہا ہے۔

مثلاً استغراق۔ تجلیات۔ باطنی پرواز۔ بزرگوں کی زیارت، اکثر مدارج نگاہ پر نصیر احمد صاحب سدھوال تارڑ ضلع گوجرانوالہ نے مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ **دیگر**: اسم اللہ متجلی۔ مراقبہ بزرگوں کی زیارت۔ تجلیات۔ ارواح سے رابطہ۔ زاویۂ نگاہ پر محمد اعجاز حسین طالب علم الیف ایس سی ماڈل ٹاؤن لاہور نے کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ **دیگر**: محمد وارث گوجرانوالہ تو پہلے ہی روز باقاعدہ دیکھ کر پھر میرے پاس آیا تھا۔ **دیگر**: محمد شریف اختر صاحب کاتبِ تصنیفاتِ ہذا کی باطنی آنکھ کھُل چکی ہے۔ **دیگر**: محمد یوسف عنی غریب پورہ روڈ گجرات نے علم نعم البدل زیرو درجہ زاویۂ نگاہ، ناظر نگاہ حاضر آگاہ۔ توجہ سے ۶ آدمیوں کے قلوب پر اسم اللہ روشن کرنا۔ کشف القلوب میں خاطر خواہ ملکہ پیدا کر لیا ہے اور بہت سی ہستیوں کے نام جگہ کی تنگی کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔ غرض اب بات کہنے کی نہیں بلکہ دیکھنے کی ہے پس یہ نعمت مخصوص نہیں بلکہ سب کے لئے ہے۔ آپ بھی تہہ دل سے کوشش کیجئے اگر شوق ہو تو آپ تبادلۂ خیال کے لیئے مذکورہ دوستوں سے مل سکتے ہو۔

ہم چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھُل گیا
بلبلیں سُن کر میرے نالے غزلخواں ہو گئیں

احقر ڈاکٹر نور محمد نور سروری

فہرست مضامین

- زاویۂ نگاہ بلا واسطہ استغراق کی کلید ہے۔
- آپ کی نظر جلد یا بدیر کھلنا استغراق کی گہرائی پر منحصر ہے۔
- استغراق کا مکمّل طور پر طاری ہونا زاویۂ نگاہ پر منحصر ہے۔

❖

صحبتِ پیرِ رُوم سے مجھ پہ ہُوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سَر بجیب ' ایک کلیم سَر بکف

ایک سوال :

ابھی چند روز کی بات ہے کہ میں نے آپ کی تصنیف "سیفُ الرّحمٰن" کا مطالعہ کیا تو مجھے آپکے کہنے کے مُطابق یہ خیال دامنگیر ہوگیا کہ آپ کہیں جلد ہی اِس جہان کو نہ چھوڑ جائیں ۔ چنانچہ میں جاگم بھاگ جلالپور جٹّاں گیا تو دیکھا کہ آپ ماشاءاللہ صحتمند ہیں ۔ عُمر بھی اتنی نہیں لگتی ۔

آپ نے فرمایا کہ میری شکل وصُورت تو مرتے دَم تک انشاءاللہ ایسی ہی رہے گی ۔ آپ نمود و نمائش نیز ادب وآداب غیر ضروری سے پاک زندگی گزار رہے ہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ نے ساری عُمر گزار دی ہے لیکن رُوحانیت کو کہاں سے اور کِدھر سے پکڑوں یہ ابھی نہ آیا ۔

آپ نے فرمایا کیوں پریشان ہوتے ہو ۔ اگر جانو تو ہر شخص ہر روز ہی مراقبہ کرتا ہے ۔ مُستغرق بھی ہوتا ہے ۔ میں نے عرض کیا وُہ کیسے ۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اور ہر شخص رات کو سوتے نہیں ۔ سونے سے پہلے آنکھیں بند ۔ پھر غنودگی پھر نیم بیداری پھر کچُھ جاگتے کچُھ سوتے (حالتِ استغراق) پھر مکمّل نیند (مکمّل استغراق) ۔ واہ جی وا اسی کو استغراق کہتے ہیں ۔ اب فرق کسی چیز کا رہ گیا تو وُہ نگہہ کا قائم کرنا (زاویۂ نگاہ) رہ گیا ۔ پس اگر سوتے وقت بھی صرف زاویۂ نگاہ قائم کرکے نظر کو اپنے سامنے کی فضا میں گاڑ لیا کرو تو بہت جلد مشاہدہ ہو سکتا ہے ۔

از محمد منوّر شاد ۔ ریونیو آفیسر (الیکٹرک)، گوجرانوالہ ۲/۷۹

تُو اے اسیرِ مکاں، لامکاں سے دُور نہیں

میری باطنی نظر کیونکر کھُلی

مَیں اتفاق سے دربارِ مقدس پہ گیا ہُوا تھا کہ کسی کے پاس موجود ڈاکٹر صاحب موصُوف کی کُتب پر میری نظر پڑی۔ یاد رہے کہ مَیں ایک لمبے عرصے سے باطنی نظر کا متلاشی تھا لیکن نہ ملی نہ کھُلی۔ اب جو ان کُتب پر میری نظر پڑی تو مُجھے ایسا معلوم ہُوا کہ یہ کتابی علم تو نہیں۔ یہ تو آپ بیتی اور تجربہ شدہ طریقہ معلوم دیتا ہے۔ مَیں نے سوچا اتفاق سے دربارِ مقدس بھی سامنے موجود ہے اور طریقۂ باطنی نظر بھی سامنے ہے کیوں نہ یہیں پر آج ہی کوشش کر کے دیکھوں۔ پس بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ یقین جانئیے پہلی نشست میں ہی میری باطنی نظر کھُل گئی۔ پھر دُوسرے روز بیٹھا تو پھر مشاہدہ ہو گیا۔ اور پھر ڈھونڈتا ڈھونڈتا سیدھا جلالپور بھٹیاں ڈاکٹر صاحب کے پاس پہنچا اور سب کُتب خرید لیں اور اب تو دن بدن باطنی نظر پر مُجھ کو کنٹرول حاصل ہو رہا ہے۔ جب تک یہ زیرِ نظر تصنیف چھپے گی خدا معلُوم کتنے اور لوگوں کی نظر کھُل چکی ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب اپنے پیچھے یہ صدقۂ جاریہ چھوڑ چلے ہیں اور قیامت تک انشاءاللہ بیشمار بھُولے بھٹکے لوگ اِن سے راہ پائیں گے۔ ع

ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

از محمد وارث۔ اسلامیہ کالج روڈ۔ گوجرانوالہ ۱۹۸۶-۷-۳

پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اس زمانے کی ہوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

زاویۂ نگاہ اور آنکھ کی پتلی:

آپ سے چھالیہ میں تنہائی میں مجلس کا موقع ملا تو آپ نے زاویۂ نگاہ درجہ بدرجہ آنکھ کی پتلی کو ہر زاویہ پر اٹھائے جانے کے متعلق فرمایا کہ عوام کے لیئے یہی بہتر ہے کہ زاویۂ نگاہ خیال سے قائم کیا کریں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کی آنکھوں' ابرؤوں اور پیشانی پہ بوجھ نہیں پڑے گا۔ اور کافی دیر تک متوجہ بھی رہ سکتے ہیں۔ استغراق کے متعلق آپ نے فرمایا کہ عالم غیب اور عالم ظاہر کے درمیان حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی کے درمیان خودی و کیفیت بیخودی کے درمیان۔ استغراق ایک پُل کا کام دیتا ہے جس پر سے گزرے بغیر آپ دُوسرے جہان میں داخل نہیں ہو سکتے اور زاویۂ نگاہ اِس پُل پر سے آپ کو بہ امن و امان گزار دے گا۔ زاویۂ نگاہ آپ کے مرکب استغراق کی لگام ہے اور آپ کی کار کا سٹیرنگ ہے اور آپ کے ہوائی جہاز کا کنٹرول ہے۔

علم العین کے متعلق آپ نے فرمایا کہ علم العین تو مشاہدہ کی کلید ہے چلنے کے لیئے پاؤں۔ پکڑنے کے لئے ہاتھ لیکن دیکھنے کے لیئے تو آپ کو آنکھ و نظر و نگاہ ہی درکار ہوگی پس علم العین کے بغیر مشاہدہ نہیں ہوتا۔ بظاہر آپ شگفتہ مزاج بباطن کافی سنجیدہ ہیں۔ سر راہ ملے تو فرمایا ؎

ہر روز حسینوں کا دیدار نہیں ہوتا ؎ ہوتا ہے مگر یُوں سر بازار نہیں ہوتا

از محمد بخش کیف عرفانی ایم اے بی ایڈ پھالیہ۔ ضلع گجرات ۸۶-۷-۴

تصنیفات ہذا کی باطنی تائید

یہ بندہ تقریباً ۳۰ سال سے متواتر و مسلسل ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضری دیتا رہا ہے۔ اور حصولِ روحانیت کا تقاضا کرتا رہا لیکن میری نقادِ طبع سمجھئے یا شومئی قسمت کہ آپ ہر دفعہ مجھے اپنے پاس سے اُٹھا دیتے۔ میں بھی ڈھیٹ نکلا کہ ۳۰ سال تک آنا جانا نہ چھوڑا۔ آخر تھک کر میں نے استخارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری فیضیابی کی جگہ کی نشاندہی کر دے۔ چنانچہ خواب میں مجھے بتایا گیا کہ تمہاری فیضیابی ڈاکٹر نور محمد نور جلالپوری کے پاس ہے وہاں جاؤ۔ پس میں دوبارہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے پھر مجھے اُٹھا دیا۔ خدایا اب کیا کرتی اس کے پُورے۔ ۱۰ سال بعد ڈاکٹر صاحب نے رُوحانیت پر کتب لکھیں لیکن مجھے معلوم نہ تھا۔ ایک دفعہ پھر میں آپ کے پاس گیا۔ آپ نے فرمایا لو مولنا صاحب! اب آپ کی قسمت کھُل گئی۔ لو یہ کتب۔ ان پر دل و جان سے عمل کرو بس میں ۳۰ برس کا پیاسا۔ دل و جان سے عمل پیرا ہو گیا۔ چند روز کے اندر اندر میری باطنی نظر کھُل گئی۔ تجلیات بھی جاری ہو گئیں۔ بزرگوں کی زیارتیں بھی بیٹھے بیٹھے ہونے لگیں۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ میرے مرشدِ پاک مراقبہ میں آئے فرمانے لگے نصیر احمدؐ یہ راستہ بالکل درست ہے۔ اسے نہ چھوڑنا۔

پرسوں کی بات ہے کہ حضرت محبوبِ سبحانی حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ (فداہٗ امی وابی) اس عاجز کے پاس مراقبہ میں تشریف لائے۔ فرمانے لگے اب تمہیں درست راستہ ملا ہے۔ اس پر خوب تہہ دل سے عمل کرتے جاؤ۔ منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ اب تو ہر روز نقد محنت نقد مزدوری لیکر سوتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں صرف ایک بات عرض ہے ؏ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

از **نصیر احمد کاتب و خوشنویس** امام مسجد سدھواں تارڑ ضلع گوجرانوالہ

جنہوں نے ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

تاثیر تصنیفات ہذا

عرض یہ ہے کہ مجھے ایک کُتب فروش کے ہاں تصنیف سیفُ الرّحمٰن نظر آئی۔ دیکھتے ہی وُہ میرے دل میں اُتر گئی۔ اس پر قیمت ۲۰ روپے درج تھی۔ لیکن دُکاندار نے مجھ سے ۲۸ روپے لئے۔ پڑھا۔ تو سب سے پہلے میں نے ۹۰ درجہ زاویہ پر نظر جمانا شروع کی۔ صرف چند روز اسم اللہ نوری حروف میں مجھے اپنی پیشانی پر نظر آیا جو چمکدار تھا اور ساتھ ہی تجلیات شروع ہوگئیں۔ اور اب تو باطن میں آنا جانا میرے اختیار میں ہوگیا۔ روز بروز اسم اللہ زیادہ متجلّی، روشن تر ہوتا گیا۔ اور تجلیات میں شدت ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ کنٹرول میں آجانے کے بعد میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں شام کو حاضر ہوُا۔ آپ کے گھر میں جب میں نے عشاء کی نماز پڑھی تو بعد میں کچھ مستغرق بازاویۂ نگاہ ۹۰ درجہ ہوگیا۔ ایک بزرگ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا تمہارا مسئلہ یہاں حل ہوجائے گا۔ میں نے عرض کیا آپ ہی حل کر دو۔ مکرّمی بزرگوار نے فرمایا۔ اعجاز تم میرا سلام ڈاکٹر موصوف کو دیدو اور فکر مت کرو تمہارا مسئلہ یہاں پر بالکل حل ہوجائے گا۔ اس کیساتھ ہی وُہ بزرگ غائب ہوگئے۔

اور میں نے باطن میں یہ بھی دیکھا کہ آپ کی تمام تصانیف بارگاہ میں قبول ہو چکی ہیں۔ اور واللہ میں نے بچشم خود ان تصانیف کو قبولیت کے حال میں دیکھا۔

اس کے بعد مجھ پر باطن میں اور بہت سے واقعات گزرے جن کو میں اگلی ملاقات پر اُٹھائے رکھتا ہوں۔

والسّلام

از محمد اعجاز حسین سروری قادری طالب علم ایف ایس سی ماڈل ٹاؤن لاہور

ابتدائی تصورِ اسم اللہ ذات

اگر کوئی سمجھے اگر کوئی جانے تو ڈاکٹر صاحب کی کتب مبتدیوں کیلئے علم و عرفان کا خزینہ ہیں ابھی چند روز ہوئے میں اور ایک دُوسرا آدمی ایک ہی کمرہ میں تھے کہ دُوسرا سو گیا اور میں متوجہ الی اللہ ہو گیا کہ یکا یک ہو بہو عین بعین اندھیرا کمرہ تجلیات سے بالکل ظاہر میں روشن ہو گیا۔ دُوسرے آدمی کو روشنی کا احساس ہو گیا تو اُس نے کہا بشیر صاحب یہ روشنی کیسی ہے۔ میں نے کہا یار بلب بجھانا بھُول گیا تھا۔ آپ سو جائیں۔ وہ سو گیا دوبارہ پھر کمرہ اسم اللہ کی روشنی سے چمک اُٹھا۔ وہ پھر جاگا تو کہا یہ روشنی کیسی ہے۔ میں نے پھر کہا بلب بجھانا بھُول گیا آپ سو جاؤ۔ مشاہدہ میرا پھر شروع ہو گیا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف باطن میں تشریف لائے۔ میں نے پُوچھا کہ اسم اللہ کا تصور سفید رنگ میں کروں کہ سُرخ رنگ میں۔ انہوں نے فرمایا ابتدائی طور پر سُرخ رنگ میں کرو۔ یہ کہنا تھا کہ میری ایک آنکھ پر اسم اللہ تحریر ہو گیا اور دُوسری آنکھ میں اسم ھُو مرقوم ہو گیا جو کہ خیالی نہ تھا بلکہ عین بعین تھا۔ باطنی مشاہدات [illegible]ار میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

پہلے روز ہی مشاہدہ جاری

میرے دوست منیر احمد نے ڈاکٹر صاحب کے فرمان کے مطابق پہلے روز تصورِ اسم بعہ استغراق کیا تو میری چارپائی زمین سے ۵ فٹ اونچی فضا میں بلند ہو گئی اور میرے جسم سے ایک باطنی نُوری جُثہ برآمد ہو کر طیر سیر میں مصروف ہو گیا۔ یہ باطنی جُثہ مجھے حضور کی باطنی مجلس میں لے گیا جہاں مجھے ایک حوض کے آبِ رحمت میں غسل دیا گیا۔ پھر مجھے باطنی طیر سیر کرائی گئی۔

ایک بہت بڑی چیز کا بالکل ظاہری کاغذ پر تحریری عطیہ:

ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک دعوت مجھے تلقین فرمائی (محمد بشیر)۔ میری دعوت جاری ہو گئی اور حاضر ہونیوالے باطنی بزرگ سے ایک بہت بڑی چیز میں نے طلب کی۔ آپ نے مجھے وہ یاد کرائی لیکن بھُول گیا۔ میں نے دوبارہ باطن میں غوطہ زن ہو کر پُوچھی انہوں نے دوبارہ سکھائی لیکن پھر بھول گیا۔ تیسری دفعہ میں پھر غوطہ زن ہوا۔ بزرگ تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا نہیں حضور مجھے تو بالکل ظاہری کاغذ پر ظاہری طور پر لکھ کر دیجئے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ لو پکڑو کاغذ۔ تمہاری چیز ظاہری کاغذ پر لکھ دی گئی۔ چنانچہ وہ عطا کیا ہوا ظاہری کاغذ اور چیز آجتک میرے پاس موجود ہے لیکن عرض ہے کہ وہ چیز مجھ سے طلب نہ فرمائیے۔ وہ بہت بڑی چیز ہے۔ والسلام

- محمد بشیر علی پوری تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
- منیر احمد حافظ آبادی ضلع گوجرانوالہ

میں مضطرب زمیں پر بیتاب تو فلک پر
تجھکو بھی جستجو ہے مجھ کو بھی جستجو ہے

سببِ تالیف تصنیفاتِ ہذا

مکرّمی قارئین! میں اسلام آباد قائدِاعظم یونیورسٹی سے بول رہا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ میں نے جس وقت پہلی مرتبہ پہلی تین تصنیفات کو دیکھا تو بڑی جدّوجہد کے ساتھ ان کو خرید کر پایا۔ گھر پہنچ کر ان کا مکمل طور پر مطالعہ کیا۔ پھر میں نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے بذریعہ خط وکتابت رابطہ قائم کیا۔ لیکن یوں کہ ایک ایک نامہ میں بیسیوں سوال پوچھ ڈالتا۔ چنانچہ آپ نے "زارِ زعفران" میں جو خطوط عشق اور اکتسابِ انوار کے عنوان سے پڑھتے ہیں وہ میرے ہی لکھے ہُوئے ناموں کے جوابات ہیں۔

پہلی تینوں تصانیف کے بعد مزید لکھنے کا آپ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن بندہ کے خطوط نے تحریک پیدا کی اور آپ کو خوب خوب نامے لکھے تا آنکہ یہ زیرِنظر باقی کی تینوں تصانیف آپ نے تحریر کیں۔ ہم کو دعائیں دیجئے جنہوں نے کہ آپ کے دل کی تار کو بار بار مضراب کرکے آخر خامہ فرسائی پر دوبارہ مجبور کر ہی دیا۔ اور جن کو آج آپ "زارِ زعفران" سُبحان اللہ اور ماشاء اللہ کی صُورت میں دیکھ رہے ہو۔ وگرنہ آپ کے مزید لکھنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ پھر ہم کو دُعائیں دیں کہ تحریک ہم نے پیدا کی۔ جی۔

از محمد افضل قائدِاعظم یونیورسٹی۔ اسلام آباد

چشم کو چاہیئے ہر رنگ میں وا ہو جانا

ایک حقیقت

میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا واقف کار نہ تھا میرے پاس صرف آپ کی کتب کتابت کے لیئے آئیں تو پہلی ملاقات ہوئی دورانِ کتابت آپ کی حقیقت افروز تحریر لکھ کر اور پڑھکر میرا دل خود بخود اثر پذیر ہوتا چلا گیا۔ میں نے آپ کی تحریر کی سادگی میں تحقیق و جستجو کا عنصر غالب پایا جو دوسری کتب میں اکثر نہیں ملتا۔ آپ کی تحریر کی تاثیر سے میں بچتا بھی تو نہ بچ سکتا تھا آخر وہی ہوا۔ کہ:

ع دام ہمرنگِ زمیں بود و گرفتار شدم

سچ جانیئے جب پختہ عزم و عزمِ راسخ کے ساتھ میں پہلی رات متوجہ الی اللہ ہوا تو اُسی وقت میری باطنی بینائی کھل گئی پھر دوسرے روز بھی، تیسرے روز بھی اور چوتھے روز بھی مشاہدہ کھلتا چلا گیا حتیٰ کہ چوتھے روز تو ایک شدید تجلی میرے قلب و نظر پر پڑی۔ اس کے بعد اب بھی جب پختہ ارادہ سے متوجہ ہوتا ہوں تو دیکھ لیتا ہوں۔ سو یہ ہے آپ کی تحریر کی تاثیر۔ ایک اور بات میں تو بیٹھتا بھی نہیں جب سونے کے لئے لیٹتا ہوں تو صرف ۱۵ منٹ زاویۂ نگاہ قائم کر کے مستغرق ہو جاتا ہوں اور بس۔ ہمارا تو یہ حال ہوا کہ آگ لینے کو گئے اور مل گئی پیغمبری۔ کے مصداق صرف کتابت کرنے لگے تھے اور باطنی آنکھیں مفت میں کھل گئیں۔ سو میں نے آپ کی خدمت میں حقیقت بیان کی ہے اب اس حقیقت کے بعد کیا انتظار ہے۔

از محمد شریف اختر کاتب و خوشنویس تصنیفات ہذا۔ پھالیہ ضلع گجرات

علم کا موجود اور فقر کا موجود اور
اشھد ان لا الہ، اشھد ان لا الہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ
محمدؐ

الحمد للہ رب العالمین، و العاقبۃ للمتقین، والصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ المرسلین والتسلیم و اھلبیتہ واصحابہ وخدامہ وحجابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

امّا بعد اس تصنیفِ لطیف کا مصنف یہ فقیر حقیر مسمّی بہ ڈاکٹر نورمحمد نور سروری قادری بمقام جلالپور بھٹیاں ۔ تحصیل حافظ آباد ۔ ضلع گوجرانوالہ پاکستان کا ساکن، آج بتاریخ اٹھائیس مئی ۱۹۸۶ء بروز بدھ بمطابق ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ یوں رقمطراز ہے کہ بندہ نے اِس تصنیفِ لطیف کا اِسم "سبحان اللہ" مجوّز کیا اور تجلیاتِ بچشمِ باز کا اس کو خطاب دیا اور مشاھداتِ بے تکلف کا اس کو لقب دیا ۔ یاد رہے کہ

اِک نکتہ میرے پاس ہے شمشیر کی مانند
بُرّندہ و صیقل زدہ و روشن و بُرّاق

یہ تصنیفِ لطیف بند آنکھوں کی بینائی کو کھولنے والی مشاہدات بہت آسانی سے جاری کرنے والی۔ ایک عام آدمی کو صاحبِ استعداد بنانے والی اور فیضانِ مُرشد کو جاری کرنے والی پیر و مُرید کے مابین برسوں کے ٹوٹے ہوئے رابطہ کو جوڑنے والی فیضانِ آیات و قرآن کو جاری کرنے والی ہے جو کوئی خلوصِ دل سے کما حقہٗ اس پر عمل کرے گا اور اِس کے مندرجات کو اپنے اُوپر صدق دل سے لاگو کرے گا تو انشاء اللہ بلاشبہ اسے عقدہ کُشا پائیگا۔

نیز قبل ازیں یہ بندہ آپ کی خدمت میں (۱) سیفُ الرحمٰن (۲) اللہ جلّ شانہ (۳) حق سُبحان (۴) زارِ زعفران (۵) اور یہ زیرِ تذکرہ پانچویں تصنیف سُبحان اللہ پیش کر رہا ہے۔ اِس کے بعد (۶) چھٹی تصنیف ماشاء اللہ پیش کی جا رہی ہے۔

پس جو کوئی اِن تصانیف کو خلوصِ نیت سے پڑھیگا پھر تہہِ دل سے اِن پر عمل کرے گا خواہ اُس کا کوئی بھی مسلک خاندانِ طریقت ہو۔ خواہ مُرشد رکھتا ہو خواہ نہ رکھتا ہو انشاء اللہ واقفِ اسرار ہو جائے گا۔

ہم ایسے جہان سے گزر رہے ہیں جیسے کوئی ہوا کا جھونکا تپتے ہوئے ریگستان سے گزر رہا ہو۔ دیکھئے ہم اِس جہان میں آئے ہیں

تو میری بات کو سمجھ گیا تو تیرا بھلا ہو۔ اگر نہ سمجھا تو میرا بھلا ہو

تبھی تو آپ سے مخاطب ہو رہے ہیں۔ سو ہماری تھوڑی سی زندگی کو غنیمت جان۔ اِس لئے کہ میں آپ سے وُہ باتیں کر رہا ہُوں جن کو لوگ کم ہی کرتے ہیں۔ بلکہ نہ ہونے کے برابر کرتے ہیں۔ اور میں آپ سے وُہ باتیں کر رہا ہُوں جن کو نہ پیر کرتے ہیں نہ مُرید۔ نہ راھنما کرتے ہیں نہ راہرو۔ نہ صاحبِ منزل کرتے ہیں نہ منزل کے راہی۔ اگر یہ باتیں عام ہوتیں اور ترے کان انہیں ہر روز سُنتے یا یہ باتیں آپ تک پہنچ جاتیں تو پھر مجھے قلم اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔

دیکھئے رُوحانیّت کسی پیر کی پرستش کا نام نہیں ہے۔ اور نہ ہی رُوحانیّت کسی سے عقیدت کا نام ہے۔ بے شک عقیدت بھی ہونی چاہیئے۔ یہ بھی بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن اگر منزلِ مقصوُ کو۔ رُوحانیّت کو۔ اللہ تعالےٰ کی لقاء کو اور اُس کے رسولِ مقبولؐ کی حضوری کو عقیدت سے نکال دیا جائے تو پھر عقیدت سوائے اندھی تقلید کے اور کچھ نہیں رہتی۔ بمصداق ؎

جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

نہیں نہیں! اگر تو سمجھ گیا تب بھی تیرا ہی بھلا ہو
اور اگر نہ سمجھا تو بھی تیرا ہی بھلا ہو!

چاہیئے خانۂ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آجائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز

سو اپنی حقیقت کی تلاش 'توحید' وُہ ذاتِ پاک اور حضورؐ علیہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی باطنی مجلس وحضوری تیری منزلِ مقصوُد ہے تو پھر تیری عقیدت کے پاؤں مضبوُط اور تو خوش قسمت۔ پھر تجھ پر سلام۔ اور تیری ہمت کے قرُبان۔ پھر تو خاطر جمع رکھ تو سیدھے راستے پر ہے۔ پھر تو بیشک تو خوشی سے یہ کبھی کبھی زیرِلب کہہ لیا کر ے

خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار
کیا پوُجتا ہوں اُس بتِ بیداد گر کو میں

میرے کہنے کا صرف اور صرف یہ مقصد ہے کہ ہر کام کو ہر چیز کو بامقصد' بامعنی ہونا چاہیئے۔ اور فی سبیل اللہ ہونا چاہیئے ؎

کام اچھا ہے وُہ جس کا مآل اچھا ہے

یہ بھی یاد رہے کہ یہ تمام تصانیف صرف اور صرف تیرے لئے تصنیف کی گئی ہیں۔ تاکہ تجھے تیری بھُولی ہوئی منزل تجھ کو دوبارہ یاد آجائے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ زمانہ اصل منزلِ مقصوُد کو بھُولکر کسی اور ہی راستہ پر

کبھی بھولی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو

گامزن ہو گیا ہے ؎

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

سو یہ تصانیف گرتوں کو تھامنے والی ہیں۔ تصوّف کی وُہ راہیں جن کو عوام النّاس فراموش کر چکے ہیں۔ رُوحانیت کے وُہ قانون و قواعد جو رُوحانیت کی بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باطنی پرواز کے وُہ قاعدے جن سے انسان باطنی جہان میں داخل ہوتا ہے۔ رُوحانیت کے وُہ نُکتے جن سے باطنی آنکھ کھُلتی ہے۔ باطنی الیکٹران کے وُہ مثبت و منفی برتیئے کہ جن سے باطنی تجلّی پیدا ہوتی ہے۔ باطنی پرواز کے لئے وُہ طاقت ور ایندھن جس سے آپ کی باطنی سواری لامکان و لاھوت بلکہ اِس سے بھی آگے جا سکتی ہے یہ آپ کو کون مہیا کرے گا۔

اگر مذکورہ بالا سب کچھ آپ کو مُرید ہونے سے پہلے پہلے آتا ہوتا تو آپ کی باطنی منزل بھی کھوٹی نہ ہوتی۔ ظاہری مرشد ہوتا یا نہ ہوتا۔ (کامل مل جاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا) لیکن اگر ناقص سے واسطہ پڑ جاتا تو بھی آپ کا باطنی سفر جاری رہتا۔ مَیں سچ کہتا ہُوں۔ مَیں ٹھہرا نہیں مَیں نے انتظار نہیں کیا۔ مَیں نے منتظر بیٹھ کر عُمر کا کوئی حصّہ بھی نہیں گنوایا۔ مَیں ہر حال میں چلتا رہا اور ہر چیز پر کڑی نظر رکھی باطنی تحقیقات کو الگ جاری رکھا۔ قدرت و کائنات کے عملی مطالعہ کو دُوسری طرف جاری رکھا۔ تصوّف و نظرِ باطنی کے الگ قانون و

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

قواعد وضع کیے۔

آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کُتب تصنیف کر رہا ہوں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ تو صرف اور صرف گزرے ہوئے دنوں کی یاد ہے۔ یہ تو محض آپ بیتی ہے جو آپ کو سُنا رہا ہوں۔ آپ کو اِس لئے سُنا رہا ہوں کہ یہ آپ کی آپ بیتی بن جائے۔ آپ کو اِنہی راستوں پر چلنا ہوگا۔ آپ کو تمام باطنی منزلیں طے کرنا ہوں گی۔ آپ کو باطنی جہان میں از خود جانا ہوگا۔ آپ کو اپنی باطنی آنکھیں بیدار کرنا ہوں گی۔ تو اُس وقت آپ کو میری تصانیف اور میری آپ بیتی یاد آئے گی۔ چونکہ یہ تصانیف آپ کے حال سے ملتی جلتی ہوں گی۔ اِس لئے یہ آپ کی رازداں بھی ہو جائیں گی اور آپ کی مونس و غمخوار بھی ہوں گی۔ اِس لیے یہ نااُمید اور ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا ہیں۔ اِسی لیے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ تصانیف نہیں ہیں یہ تو آپ بیتی ہے اور وُہ آپ بیتی ہے جو کتابوں میں نہیں ملتی ؏

کہ کس نکشود و نہ کشاید بحکمت ایں معمّہ را

اس لئے میرے بھائی تو اسے غنیمت سمجھ۔ دگرنہ عمر کے اِس آخری حصّے میں مجھے یُوں تصنیف و تالیف کی کیا ضرورت تھی۔ جس طرح

مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ!
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ میخانہ

خاموشی سے دُنیا میں آیا تھا۔ پھر جس طرح خموشی سے عمر کاٹی تو آج بھی خموشی سے اِس دُنیا سے چلا جاتا۔ لیکن ایک مُسلمان کا کردار ایسا نہیں ہوتا ؎

اِک ولولۂ تازہ دیا مَیں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند
لیکن مجھے اُس دیس میں پیدا کیا تُو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند

ایک مسلمان اپنے دل میں تمام مسلمانوں کا درد رکھتا ہے۔ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ اُس کا دل دھڑکتا ہے۔ وُہ مسلمانوں کیلئے جیتا ہے اور مسلمانوں کے لئے مرتا ہے۔ پس آپ بھی اُن میں شامل ہیں۔ اِس لیئے دن رات آپ کے لیئے لکھتا ہُوں کہ شاید اس سے کسی کا یا تیرا بھلا ہو جائے۔ خدا خبر تو ہی آخرت میں میرے لئے باعثِ رحمت بن جائے۔ ریگستانوں میں گل و گلزار یُونہی تو بنا کرتے ہیں اور خشک کھیتی تو اسی طرح تو سیراب ہوتی ہے۔

فطرتِ کائنات میری کامل و مکمّل اُستاد و مُرشد ہے

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ "نگہہ" پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

"زاویۂ نگاہ"

جب آپ آنکھیں کھول کر یا بند کر کے کسی طرف دیکھتے ہیں یہ ہماری نظر لازماً کسی نہ کسی زاویے پہ ضرور ہوتی ہے۔ اور نظر کے تمام زاویوں کے نقشے میں تصنیف "سیف الرحمٰن" و تصنیف "اللہ جل شان" و "حق سبحان" میں دے آیا ہوں وہاں سے ملاحظہ فرمالیں۔ چنانچہ اکثر لوگ آنکھیں بند کر کے کسی نہ کسی خیال میں مستغرق ہوتے ہیں تو ان کی نظر مقید نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ خلاؤں میں بھٹکتی پھرتی ہے۔ البتہ خیالات کا تسلسل جاری رہتا ہے نظر کا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی خواہ ساری عمر خیالات میں گم رہے لیکن وہ باطنی طور پر دیکھ کچھ نہیں سکتا۔

اسی طرح وظائف میں ہے کہ خواہ آپ ساری عمر وظائف کرتے چلے جائیں لیکن جب تک آپ کو نظر قائم کرنا نہ آئے گی تو اس وقت تک باطن میں کچھ نہ دیکھ سکو گے خواہ اس میں آپ اپنی ساری عمر ہی کیوں نہ گزار دیں۔ کچھ نہ دیکھ سکو گے۔

نگہہ پیدا کر اے غافل کہ سرّ زندگانی ہے

اسی طرح جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہماری نظر مقید نہیں ہوتی بلکہ کسی جگہ متعین نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں بھی بغیر ایک خاص نکتہ حل کئے بغیر ساری عمر نظر نہیں آسکتا۔ حالانکہ نماز جیسی پاکیزہ عبادت میں ہمیں ضرور مشاہدہ ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ آیا ہے **الصلوٰۃ معراج المؤمنین** یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔ معراج کے معنی عروج کرنا۔ بلند ہونا ہے۔ لیکن ظاہر ہے عوام الناس کو تو کوئی عروج رُوحانی طور پر پڑھتے وقت حاصل نہیں۔ ہاں البتہ خواب میں عروج ہو سکتا ہے۔ جاگتے جاگتے اور پڑھتے پڑھتے نہیں۔ سو نماز پڑھتے پڑھتے عروج ہو سکتا ہے چونکہ ہم مشاہدہ کے نکتہ سے ناواقف ہیں اس لئے نہیں ہوتا۔

تصوّر کرنے والوں کو بھی مشاہدہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ اس میں ایک دو اور چیزوں کو شامل نہ کر لیا جائے اُسوقت تک تصوّر سے بھی مشاہدہ جاری نہیں ہوتا۔

قارئین کرام: ذرا چُست ہو کر بیٹھ جایئے اور نظر میری طرف رکھیئے۔ اور میری طرف خُوب متوجّہ رہیئے کہ مَیں مشاہدہ کھُلنے کا سب سے بڑا نکتہ بیان کر رہا ہُوں۔ مَیں ایک ایسا نکتہ بیان کر رہا ہُوں کہ جس کے بغیر رُوحانیت پر چلنے والوں کی آنکھیں بھی بے مشاہدہ ویران پڑی ہیں اور اہلِ وظائف کے وظیفے مشاہدات سے خالی پڑے ہیں اور چلّہ کشی کرنیوالوں

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

کے حجرے بے نور پڑے ہیں۔ پس جس ایک نکتہ کے بغیر ایک دُنیا، جہان پردے میں ہے اور بے مشاہدہ ہے بے جلوہ ہے تو پھر اُس نکتہ کو کھولنا کتنا اہم اور ضروری ہوگا۔

مشاہدہ کی آخری کلید استغراق ہُوا کرتا ہے کہ استغراق باطنی جہان اور ظاہری جہان کے مابین ایک پُل کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے پاس اگر استغراق کی آخری کلید نہ ہوتی تو استغراق کو ہی میں آخری کلید قرار دے دیتا۔ لیکن نہیں استغراق مشاہدہ کی بہت بڑی کلید تو ہے مگر آخری کلید نہیں۔ حواس خمسہ ظاہری بھی مشاہدات سے بے خبر ہوتے ہیں اس لئے حواس خمسہ ظاہری کی بھی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ یہ تو وہی کچھ کرتے ہیں کہ جو حکم انہیں اندر سے ملتا ہے اُسے بجا لاتے ہیں۔ جو کچھ وُہ کہتے ہیں وُہ کچھ یہ کرتے ہیں

بیشک استغراق مشاہدہ کی آخری کلید ہے لیکن استغراق کی بھی کوئی آخری کلید ہے۔ سو وُہ کلید کونسی ہے یہی اس مضمون کا ماحصل ہے اور یہی مشاہدہ کرنے کی آخری کلید ہے اور یہی ہر مقام و منزل تک لے جانے کی

میری سُنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے

آخری کلید ہے۔

اگر استغراق کی اُور کوئی کلید ہوتی اور اگر استغراق ہر منزل و مقام تک لے جانے والا واحد مرکب ہوتا تو استغراق ہی آخری کلید کہلانے کا مستحق ہوتا۔ لیکن درحقیقت استغراق کی بھی کوئی آخری کلید ہے۔

نکتہ: جس طرح ظاہر میں حق و باطل موجود ہے۔ نیک و بد اچھا بُرا موجود ہے۔ بالکل اسی طرح لامکان سے نیچے نیچے یا مقاماتِ الٰہیہ سے نیچے نیچے بھی حق و باطل باطن میں موجود ہے۔ مثلاً باطن میں ارواح خبیثہ بھی ہوتی ہیں اور ارواحِ لطیفہ و طیّبہ بھی' باطن میں شیاطین بھی ہوتے ہیں اور خنّاس و خرطوم بھی۔ باطن میں مسلمان جنات بھی ہوتے ہیں اور کافر جنات بھی۔

سو جس طرح ہم نماز پڑھتے وقت ' تلاوتِ کلامِ پاک کرتے وقت ' ہر کام وکلام کی ابتداء میں' ہر وظیفہ و ورد کے شروع میں اعُوذ پڑھتے ہیں گویا کہ ہم ان باطنی غیرحق مخلوق سے اپنا دفاع کرتے ہیں یہ تو ظاہری احتیاط تک محدُود ہُوا۔ لیکن جب ہم بذریعہ استغراق باطن کی طرف رجُوع کرتے ہیں تو استغراق کا بھی کوئی پاسبان ' کوئی محافظ ' کوئی چوکیدار چاہیئے۔ سو استغراق کا بھی کوئی چوکیدار و پاسبان ہے۔ جو باامن و امان استغراق کی

سمجھ میں نکتۂ توحید آتو سکتا ہے لیکن؛

باطنی سواری کو اپنی منزلِ مقصود تک لے جاتا ہے۔ اور ارواحِ خبیثہ و شیاطین و کافر جنّات سے انسان کا مکمل دفاع کرتا ہے۔

اسے کہتے ہیں سُلجھا ہُوا، جہاں دیدہ،
دانا و بینا استغراق۔

کیا خیال ہے آپ کا بیچ اِس مسئلے کے۔ بے خبری کا نام استغراق نہیں ہے۔ بلکہ استغراق کے بعد انسان کا باطنی جُثہ نہایت باخبر، ہوشیار و بیدار ہوتا ہے۔

نکتہ ۲: ایک اور قدرتی اور فطرتی بات یہ ہے کہ جتنی دُور۔ جتنی بلندی پر آپ کو پہنچنا مقصود ہو اُسی قدر پٹرول اور ایندھن آپ کی سواری کو درکار ہوگا لیکن اگر بہت ہی زیادہ بلندی پر پہنچنا ہے تو پھر آپ کو ایسا ایندھن درکار ہوگا جو طاقت میں بہت زیادہ ہو اور حجم میں بہت کم ہو۔ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

سو کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے استغراق کی سواری کو کونسا ایندھن درکار ہے۔ اور ایندھن آپ مہیا کہاں سے کروگے۔ سو اس کا ایندھن ہر منزل و مقام کے لئے موجود ہے جس کی خبر عارفوں کو ہے۔ اور میں ابھی آگے چل کر آپ کو بتاؤں گا۔ پہلے آپ ضروریات کا جائزہ لے لیں کہ اپنی منزلِ مقصود

آپ کا استغراق باطنی بیداری سے لیس ہونا چاہیئے

تک پرواز کے لئے آپ کو کون کون سی چیز کی ضرورت ہے

آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مُدعا عنقا ہے اپنی عالم تحریر کا!

پس اپنی باطنی سواری کا ہر طرح جائزہ لے لیجئے۔ اور اسے ہر ضرورت کی چیز سے لیس کر لیجئے۔ تاکہ دورانِ سفر پھر آپ کو کسی چیز کی ضرورت باقی نہ رہے

- حواسِ خمسہ باطنی کو کھولنا ایک معمّہ ہے فَھِمَ مَنْ فَھِمَ
- باطنی پرواز بھی ایک معمّہ ہے جس نے کھول لیا سو کھول لیا
- باطنی مشاہدہ بھی ایک معمّہ ہے جس نے جان لیا سو جان لیا۔

ہزاروں نکتوں کا ایک نکتہ

مشاہدات کی آخری کلید

"زاویۂ نگاہ"

قارئینِ کرام! اس بات کو نہایت غور سے متوجہ ہو کر سُن لیں کہ کہ مشاہدہ کھُلنے کی آخری کلید زاویۂ نگاہ ہے۔ یہ وُہ نکتہ ہے جو آپ کو ڈھونڈھے سے بھی کہیں نہیں ملے گا۔

(۲)۔ استغراق کی بھی آخری کلید زاویۂ نگاہ ہے کہ اس کے بغیر استغراق و بیخودی بنا نہیں ہُوا کرتی ہے۔

(۳)۔ ہر نزدیک و دُور کے مقام تک پہنچنے کے لئے زاویۂ نگاہ آپکی باطنی سواری کو ایندھن کی وُہ مقدار فراہم کر دے گا جو آپکو اُس مقام تک پہنچانے کے لئے درکار ہو گا۔ پس زاویۂ نگاہ ایندھن کی فراہمی کا سب سے بڑا اور آخری ذریعہ ہے۔ اور اس بات کو وہی سمجھے گا جو راہرو ہے یا جس کی قسمت اچھی ہے۔

(۴)۔ زاویۂ نگاہ حق و باطل میں پُوری تمیز رکھتا ہے۔

(۵)۔ اگر آپ زاویۂ نگاہ کو اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر اس پر دل و جان سے عمل بھی کر لیں تو آپ کی باطنی آنکھ آج ہی بیٹھے بیٹھے

پہلی نشست میں ہی کھل جائے گی اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ پس ہے کوئی لینے والا۔

(۶)۔ زاویۂ نگاہ، نماز میں۔ تلاوت میں، ورد و وظائف میں بھی مشاہدہ جاری کر دیتا ہے۔

(۷)۔ زاویۂ نگاہ آپ کی نظر کو خلاؤں میں بھٹکنے سے بچالے گا۔

(۸)۔ زاویۂ نگاہ کے بغیر استغراق میں یا کھو جاؤ گے یا سو جاؤ گے۔

(۹)۔ نماز میں خیالات کو بند کرنے کا زاویۂ نگاہ آخری ذریعہ ہے

(۱۰)۔ زاویۂ نگاہ تجلیات کے نزول کا مشاہدات کا پورا پورا ضامن ہے۔

(۱۱)۔ بہت لوگ میری بات کو سمجھ کر اپنا مشاہدہ جاری کر چکے ہیں۔

"ایک ضروری عرضداشت"

وہ یہ کہ جب آپ کسی بھی زاویہ کو قائم کرنا چاہیں تو بجائے اس کے کہ آنکھ کی پتلی کو اوپر سے اوپر لے جائیں بلکہ زاویۂ نگاہ خیال سے قائم کر لیا کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کی پیشانی پہ۔ آنکھوں پہ۔ ابروؤں پہ گرانی اور بوجھ نہیں پڑے گا۔ اور آپ جتنی دیر چاہو متوجّہ ہو کر بیٹھ سکو گے۔ آپ کے خیال کی تبع میں آنکھ کی پتلی خود بخود اپنا مطلوبہ مقام پیدا کر لیتی ہے۔ پس آپ صرف خیال سے زاویۂ نگاہ قائم کر لیا کریں۔

فوائدِ تصنیفِ ہذا

قارئینِ کرام! ہر کلام کی کوئی تفسیر ہوتی ہے اور ہر تفسیر میں کوئی تاثیر ہوتی ہے۔ سو اِس تصنیف کی تاثیر یہ ہے کہ:

۱۔ جو کوئی اِس تصنیف کو صدقِ دل، ارادت اور حق جوئی کے لیئے پڑھے گا تو وُہ صاحبِ بینائی باطنی ہو جائے گا۔

۲۔ خواہ آپ کوئی راہنما رکھتے ہیں یا نہیں یہ دونوں کا مشاہدہ جاری کر دے گی اور وہ صاحبِ نگاہ ہو جائیں گے۔

۳۔ اگر اہلِ ظاہر اس کو صدقِ دل سے پڑھے گا تو صاحبِ باطن ہو جائے گا۔

۴۔ یہ تصنیف بیٹھے بیٹھے جاگتے جاگتے بذریعہ استغراق و زاویۂ نگاہ باطنی پرواز جاری کر دیتی ہے۔

۵۔ کیا آپ مشاہدات جاری کرنے کے علم سے واقف ہونا چاہتے ہیں

۶۔ کیا آپ نماز میں غیر خیالات کو بند کرنا چاہتے ہیں۔

۷۔ کیا آپ ایک قدم میں اِس جہان سے اُس جہان میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

۸۔ کیا آپ اپنے ارادہ و اختیار سے باطن میں آنا جانا چاہتے ہیں۔

۹۔ کیا آپ باطنی جہان بین کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۱۰۔ کیا آپ باطنی مجالسِ انبیاءؑ و اولیاء کرام میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

۱۱۔ کیا آپ باطنی مدرسوں میں تعلیم باطنی پڑھنا چاہتے ہیں۔

۱۲۔ کیا آپ اپنے باطنی لطائف کو کھولنا چاہتے ہیں۔

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

۱۳ ۔ کیا آپ علمِ دعوت کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔
۱۴ ۔ کیا آپ رُوحانیوں سے ہمکلام ہونا چاہتے ہیں۔
۱۵ ۔ کیا آپ رُوحانیوں سے فیضان حاصل کرنا چاہتے ہیں۔
۱۶ ۔ کیا آپ باطنی عوالم کو طے کرنا چاہتے ہیں۔
۱۷ ۔ کیا آپ اپنے باطنی لطائف کھولنا چاہتے ہیں۔
۱۸ ۔ کیا آپ باطنی لطائف کی تجلیات سے واقف ہیں۔
۱۹ ۔ کیا آپ استعداد باطنی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔
۲۰ ۔ کیا آپ علم العین سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔
۲۱ ۔ کیا آپ فیضانِ قرآن چاہتے ہیں۔
۲۲ ۔ کیا آپ تاثیرِ قرآن دیکھنا چاہتے ہیں۔
۲۳ ۔ کیا آپ قرآن کے حروف کو متحرک دیکھنا پسند کرتے ہیں۔
۲۴ ۔ کیا آپ کھُلی آنکھوں سے مشاہدہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔
۲۵ ۔ کیا آپ کو چشمِ باز کے قوانین سے آگاہی حاصل ہے۔
۲۶ ۔ کیا آپ غیبی باتیں سُننا چاہتے ہیں۔
۲۷ ۔ کیا آپ رموز نگاہ سے واقف ہیں۔
۲۸ ۔ پس کیا آپ نگہہ کو کار آمد بنانا چاہتے ہیں۔
۲۹ ۔ پس اُسے چاہیئے کہ پہلے تصنیفِ ہٰذا کا بغور مطالعہ کرے۔ پھر اس پر تہہِ دل سے عمل کرے۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

۳۰۔ جس کسی کو مشاہدہ جاری ہونے یا تجلیات کے نزول یا باطنی پرواز کا شوق ہو تو اُسے چاہیئے کہ پہلے ظاہری حواس بند کرنا سیکھے پھر باطنی حواس کھولنا جانے پھر استغراق کے تمام مراحل طے کرے پھر ساتھ ہی زاویۂ نگاہ کی پابندی کرے اگر اُس نے قابلِ قدر کوشش کی تو پہلے روز ہی نظر آ سکتا ہے لیکن اگر عام سی کوشش کی تو ہفتہ یا ایک ماہ میں نظر آ سکتا ہے۔ لیکن اگر وُہ خاطر خواہ اِن تمام قواعد کی پابندی نہ کرتے ہوئے چلا تو پھر ساری عُمر میں بھی نظر نہیں آ سکتا۔

۳۱۔ پس تو کوشش کر کہ تمام قوانین کو ذہن نشین کر کے ایسا بیٹھے کہ دیکھ کر اُٹھے۔ سچ جانیئے یہ تو صرف ایک بیٹھک کا کام ہے۔ اور بہت ہی انجان ہوئے تو ایک ہفتہ کافی ہے۔ قوانینِ پروازِ باطنی میری ہر تصنیف میں موجود ہیں وہاں ملاحظہ فرماویں۔

چشم کو چاہیئے ہر رنگ میں وا ہو جانا

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل!
چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

"اِنتباہ"

قارئینِ کرام! عرض یہ ہے کہ میں نہ پیر ہوں نہ فقیر، نہ درویش ہوں نہ رہنما۔ نہ متقی ہوں نہ پرہیزگار، نہ قائمُ اللیل ہوں نہ صائم الدہر یہ اِس لیے عرض کر رہا ہوں کہ میں ایک نہایت ہی عام سا بندہ ہوں ایسا نہ ہو کہ میری تحریر پڑھ کر آپ کچھ اور قیاس کر بیٹھیں۔ اِس لئے پُر زور التماس ہے کہ کوئی صاحب میرے پاس تشریف نہ لائے۔ تنہائی میرا شیوہ ہے اور گمنامی میرا شعار۔ بس مجھے میرے حال میں رہنے دیجئے آپ کی بڑی مہربانی۔ نیز یہ نہ کوئی فخر ہے نہ غرور، نہ تکبر ہے نہ افتخار جب میں اپنے دل پہ نظر کرتا ہوں تو حاشا کوئی ایسی چیز جو تکبر پہ مبنی ہو اپنے آپ میں نہیں پاتا۔

لیکن یہ انتباہ تو میں نے ہر تصنیف میں لکھا ہے۔ اور ہر کسی کو اِس بات سے متنبہ کرنا چاہا ہے۔ لیکن اس کا اثر کیا ہوا۔ اس کی تاثیر کیا ہوئی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا اس کی میں کچھ حقیقت عرض کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں خیال کرتا ہوں اگر میں یہ اِنتباہ نہ لکھتا تو اچھا تھا۔ پھر شاید کم صاحبان میرے

رہیئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

پاس تشریف لاتے۔ لیکن اِس انتباہ نے تو بالکل اُلٹا اثر کیا ہے۔ بمصداق :-

خدایا جذبۂ دل میں مگر تاثیر اُلٹی ہے !!
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے

یعنی جتنا میں نے نہ آنے کا انتباہ کیا۔ اُتنے ہی زیادہ محترم تشریف لائے۔ اب کیا تدبیر کروں کہ میرا مطلب حل ہو جائے ؎

کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو تو کیونکر ہو
ہماری بات ہی مانیں نہ وہ تو کیونکر ہو

میرا خیال ہے ایک نئی چال نہ چلوں۔ اگر اس انتباہ کی تاثیر اُلٹی ہی مرتب ہونی ہے تو پھر یوں کیوں نہ کہوں کہ جو کوئی اِس تصنیف کو پڑھے وُہ ضرور میرے پاس آئے۔ پھر شاید کوئی نہ آئے۔ کیا خیال ہے آپ کا۔ ایسا کر دیکھوں ؎

زہے کرشمہ کہ یُوں دے رکھا ہے مجھکو فریب
کہ بن کہے ہی اُنہیں سب خبر ہے کیا کہیئے!

دیکھو میرے بھائی! جو کچھ مجھ کو آپ کو دینا مطلوب تھا اور جو کچھ کہ آپ کے ذہن نشین کرنا مجھے چاہیئے تھا وُہ تو سب کچھ کر دیا۔ اور ہر چیز آپ کے گھر میں بھیج دی۔ خدا کے بندے اب کوئی دعوتِ ولیمہ باقی نہیں رہی جسپر

پڑ گئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

آپ کا آنا بہت ہی ضروری ہو گیا ہو۔ اب آپ آرام سے گھر بیٹھ کر کھائیے جو کچھ کہ میں نے بھیجا ہے۔ اور اسے ہضم کر کے جزوِ بدن بنائیے یہی حقیقی معنوں میں اب آپ کی ذمہ داری ہے۔ یہ ہے کرنے والا کام یعنی آم کے آم گٹھلیوں کے دام اگر سمجھو تو یہ ہے انعام ؎

سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسشِ حال
کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گذر ہے کیا کہیئے!

دیکھو میرے ہمسفر! اگر آپ نے ان سب باتوں پر جو کہ میں نے تحریر کی ہیں جو کہ میری پچاس برس کی بار بار آزمودہ ہیں عمل کرلیا اور پھر یہ آپ کے کنٹرول میں آگئیں تو مجھے سب کچھ مل گیا۔ ویسے الحمدللہ بہت سے لوگ اِن تصانیف سے اپنی باطنی آنکھیں کھول چکے ہیں اور یہ راستہ بھی اُن کے کنٹرول میں آگیا ہے۔ اِس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور آپ کو سلام کرتا ہوں۔ اور بس۔

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

اہلِ دانش عام ہیں کمیاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ

"اتفاق مابین مسلمانانِ عالم"

اے میرے بھائی! اِس بات کو نہایت ہی غور سے سُن کہ تمام مسلمانانِ عالم میں اتفاق و یک جہتی کی جتنی آج ضرورت ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ آج تمام دُنیا مسلمانوں کے دَرپے ہے۔ اور میں دیکھتا ہُوں کہ تُم چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر ایک دُوسرے کے درپئے ہو۔ خدا کے لیئے اِن چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات کو چھوڑ۔ یہ قابلِ درگزر ہیں۔ سو تو ان سے درگزر کر ؎

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارُو کوئی سوچ اِن کی پریشاں نظری کا

نہیں کہتا کہ تو اپنا مسلک چھوڑ۔ بے شک آپ اپنے اپنے مسلک پہ قائم رہیئے۔ لیکن اپنے دِل میں ایک خانہ تمام مسلمانوں کے اتفاق کے لیئے ضرور خالی رکھیئے۔ تم ایسا کروگے تو تمہارا بھلا ہوگا اور مسلمانوں کا بھلا ہوگا۔ تم اپنے اپنے معاملے میں اتفاق کے لئے ضرور گنجائش رکھو۔ وگرنہ تمہاری ہوا جاتی رہے گی اور تم بودے ہو جاؤ گے۔

گو اَب بھی فرداً فرداً حالات اِس سے مختلف نہیں تاہم آپ کو معلوم

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے اہلِ جہاں والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

ہے کہ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کی یلغار کے وقت بغداد کے مسلمان کن باتوں میں مصروف تھے۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے سٹیج لگا کر بحث مباحثوں میں مدہوش تھے۔ تو جس وقت حملہ آور بغداد میں داخل ہوئے تو مسلمانوں کے کٹے ہوئے سروں کو قطار در قطار راستے کے دونوں طرف لگا کر اُن کے سپہ سالار شہر میں داخل ہوئے یہ حال تھا ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
لیکن کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف!

ٹھیک ہے فروعی اختلافات جایا نہیں کرتے لیکن تو ان پر ڈٹ نہ جا۔ لنگوٹ باندھ کر ان کے پیچھے نہ لگ جا۔ اختلافات کو سرسری نگاہ سے دیکھ لینا ہی کافی ہے ؏

پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

سچ مانیئے۔ خواہ کوئی اہلِ ظاہر سے ہو خواہ اہلِ باطن سے میرا کسی سے کبھی کوئی اختلاف نہیں ہُوا۔ دیکھئے ایم۔اے پاس کو چاہیئے کہ جب پرائمری پاس سے بات کرے تو پرائمری کی سطح پر اُتر کر اُس سے بات کرے۔ ظاہر ہے پرائمری پاس تو چھلانگ لگا کر تجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو پھر تجھے ہی نیچے اُترنا چاہیئے ؎

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے ٭ کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

شیرازہ ہُوا ملّتِ مرحُوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت،
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

اس لئے میرے بھائی تو ان فروعی اختلافات میں اُلجھ کر نہ رہ جا۔ تیرے ذمہ ملّتِ ابراہیمی کے اور بہت سے کام ہیں ان میں مصروف ہو کر تو بحث مباحثوں کو بھول جا ؎

رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بیکراں کیلئے

پس کیا میں اُمید کروں کہ تُو اپنی زندگی کی اساس کو از سرِ نو استوار کر کے ملّتِ اسلامیہ میں یک جہتی کا خیال رکھے گا۔ اگر تُو نے ایسا کیا تو رُوحِ محمد صلّے اللہ علیہ وسلّم اور اللہ تعالیٰ کو تُو نے راضی کر لیا۔ ملّت بچ گئی تو تُو بھی زندہ رہے گا۔ شجرِ ملّت بچ رہا تو تجھ پر بھی پھل پھول لگیں گے۔ بہار پھر تجھ پر بھی آئے گی ؎

ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ

فرمانِ الٰہی

واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ نے دُنیا میں انسان کو بھیجا۔ بالفرض اگر وُہ اپنا کلام اور نبی دُنیا میں نہ بھیجتا تو ایسی حالت میں کیا ہم راہ یافتہ ہو سکتے تھے۔ یا ہمیں اُس خالق و مالک کا کچھ پتہ چل سکتا تھا۔ سو یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور تمام اہلِ جہان پر احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے اپنا کلام، اپنی پاک کتابیں اپنے برگزیدہ پیغمبر دُنیا میں بھیجے جنھوں نے بطریقِ احسن ہماری رہنمائی فرمائی اور ہمیں اُس خالقِ یکتا کا اَتہ پتہ بتایا۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ تھوڑا ہر روز قرآن پاک پڑھ لیا کریں۔ بشرطیکہ باترجمہ پڑھا کریں تو کیا ہی بات ہے۔ خاص طور پر اپنی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ پڑھتے وقت آپ یہ محسوس کیا کریں کہ یہ قرآن میرے لئے اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے اور اسکے ایک ایک لفظ کو میرے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور اس میں جتنے بھی قصّے دُوسری اُمتوں کے لکھے گئے ہیں وُہ بھی سب کے سب میرے لئے

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہی بھیجے گئے بلکہ اُن کے کردار جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں وہ بھی سب کے سب ہمیں احساس دلانے کے لیے لکھے گئے ہیں۔ پس اِن تمام قصّوں کے ایک ایک لفظ کا اطلاق بھی ہم پر ہوتا ہے۔ اگر اِن کا اطلاق ہم پر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کیے اِن کو قرآنِ پاک میں شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ لہٰذا یہ بھی اور باقی جو کچھ بھی قرآنِ پاک میں ہے اُس سب کا اطلاق ہم پر ہوتا ہے۔

پس ٹھہر ٹھہر کر۔ صرف ایک رکوع۔ ترجمہ کے ساتھ آپ ہر روز پڑھنا اپنے اُوپر فرض کر لوگے اور قرآنِ پاک کے ایک ایک لفظ کا اطلاق اپنے اُوپر لاگو کر لوگے تو آپ قرآنِ پاک کو آخر دم تک اپنا رہنما پاؤگے۔ اور بدیاں آپ کی دُور ہو جائیں گی اور ہزاروں بدیوں سے مزید بچ جاؤگے نیز آپ کے عقائد صاف ستھرے ہو جائیں گے۔ خواہ آپ اہلِ ظاہر سے ہوں خواہ اہلِ باطن سے۔ توحیدِ باری تعالیٰ کے راستے پر گامزن ہو جاؤ گے آج کل دُنیا پیری مُریدی میں افراط و تفریط کی شکار ہے۔ یعنی ؎

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مُریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد

اگر اُصولوں کو آپ اپنی عملی زندگی میں داخل نہیں کرتے تو اِن اُصُولوں کا کیا فائدہ

؎ مذہب میں بہت تازہ پسند اسکی طبیعت
کرلے کہیں منزل تو گذرتا ہے بہت جلد

سو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے ہر ہر لفظ کو اپنے پر لاگو جانے اور اِس کا اطلاق اپنی رُوح اور دِل کی گہرائیوں تک لے جائے۔ عاجزی کو اپنا شیوہ بنائے اور تواضع کو اپنا طریق۔ لیکن اندھا دھند پیروی بھی کچھ نہیں ہر چیز بامعنی ہو تبھی اچھی لگتی ہے۔ یعنی

؎ تا دِل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخِ نشیمن سے اُترتا ہے بہت جلد

عاجزی کے متعلق فقیر صاحب فرماتے ہیں کہ عاجزی بہتر ہے۔ لیکن عاجزی میں مبالغہ بھی درست نہیں۔ ایسی عاجزی بھی نہیں چاہیئے جو انسان کو بے غیرت بنا دے۔ افراط و تفریط سے بچے۔ درمیانی راہ تلاش کرے۔ پس اگر ایک رکُوع روز ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اپنا شیوہ بنالوگے۔ تو درجہ بدرجہ روز بروز آپ کے اندر اچھی تبدیلیاں کرتا جائے گا اور ایک دِن مرتبۂ بلند پر فائز ہو جائیں گے۔ اور اس کا اُجر آپ کو دُنیا میں بھی ملے گا اور عقبٰے میں بھی۔ قیامت کے روز آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کتنی بڑی نعمت کما لائے ہو۔

اُصول آپ کے لئے بنے ہیں کتابوں میں بند کرنے کے لئے نہیں

"تاثیرِ قرآن"

ایک دفعہ مَیں ایک بس سٹینڈ پر بس میں بیٹھا تھا۔ یہ ایک لمبے عرصہ کی بات ہے کہ ایک کُتب فروش آیا۔ پہلے اُس نے میری طرف ایک اخبار بڑھایا۔ مَیں نے نفی میں سَر ہلا دیا۔ پھر اُس نے ایک رسالہ دکھایا۔ مَیں نے نفی میں سَر ہلا دیا۔ پھر کوئی ناول آگے بڑھایا مَیں نے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔ پھر کوئی ادبی کتاب آگے کی مَیں نے پھر نفی میں سَر ہلا دیا۔ پھر اُس نے قرآن پاک کا اُردو ترجمہ روشن چراغ آگے کیا مَیں نے پھر نفی میں سَر ہلا دیا۔ پھر سب سے آخر میں اُس نے ایک رسالہ میرے آگے کیا جس میں بالکل برہنہ تصاویر تھیں۔ اس پر مَیں نے خشمگین آنکھیں کر کے نہایت ہی نفرت سے نفی میں سر ہلا دیا۔ معاً میرے اندر ایک طوفان سا اُٹھا اور نہایت تیزی سے ایک فلم سی میرے ذہن میں چل گئی کہ پہلے اُس نے اخبار دیا تُو نے نہ لیا۔ پھر رسالہ دیا نہ لیا۔ پھر ناول دیا نہ لیا۔ پھر قرآن دیا نہ لیا۔ پھر سب سے آخر میں اُس نے تجھے اس قابل سمجھا کہ برہنہ تصاویر آگے کر دیں۔

نیکی تیرے اندر سے اُٹھے گی تب کام چلے گا ورنہ کتاب تو نیک کرداری کا سبق ہی دیتی ہے

پس میں نے اُسے جلدی سے آواز دی جو تھوڑا آگے ہو گیا تھا اور قرآن پاک لے لیا۔ گھر آکر میں نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔ پہلے پہلے تو عام سے طریقے سے پڑھ لیا کرتا تھا لیکن پھر میری جستجو پسند طبیعت نے اس پر قرار نہ کیا۔ اور ایک اور زاویۂ نگاہ سے پڑھنا شروع کیا۔ یاد رہے اگر میں صرف عربی میں قرآن پاک پڑھتا تو پھر یہ تغیرات نصیب نہ ہونے تھے جو اب ہو گئے۔ چونکہ

وہ نیشتر ہی سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے
نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے!

سو ہر چیز کے دل میں اُترنے سے ہی بات بنتی ہے۔ سو یہ آہستہ آہستہ دل میں اُترتا چلا گیا۔ قرآن پاک کے آخری پارہ میں ایک چھوٹی سورۃ آتی ہے جس میں ایک بات پر ۳ ؛ ۴ بار تکرار کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ (تو) نے نماز نہ پڑھی خرابی تیری۔ پھر نہ نماز پڑھی خرابی تیری پھر نہ نماز پڑھی خرابی تیری۔ پھر نہ نماز پڑھی خرابی تیری۔ سو ایک، دو سال تو دل کو دبا کر یہاں سے گزر جاتا لیکن تیسرے سال ان آیات نے اور ان احکام نے مجھے پکڑ لیا اور بالکل آگے نہ جانے دیا۔ پس وہ دن گئے اور یہ دن آئے میری نماز کی استقامت میں کبھی لغزش نہ آئی۔

اگر اصُول تیری عادت بن گئے تو پھر کام چلے گا

"فیضانِ قرآن"

اور اب تو ایسی کوئی آیت نہیں گزرتی کہ جس میں اُس کے راہ میں کچھ دینے کو کہا گیا ہو اور فوراً نہ دیا گیا ہو۔ بہت عرصہ سے عمر بھر کی قضا بھی ہر نماز کے ساتھ ہو رہی ہے۔ پہلے اُس کے راستے میں کچھ دیا۔ پھر کچھ زیادہ دیا پھر بہت کچھ دیا اور اب سب کچھ اسی کا ہے اور وُہی اُس کا مالک ہے۔ اور اپنے آپ کو درمیان سے نکال لیا۔ باقی رہ گئی جان یہ تو ہے ہی اُسی کی۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیکھئے کہاں سے چلے اور کہاں پہنچ گئے۔ آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ سب کچھ ہوتا چلا گیا۔

ایک دن ایک لڑکا جعفر نامی میرے پاس آیا۔ رات اسی قصبہ میں رہا۔ صُبح دوبارہ آیا۔ کہنے لگا ڈاکٹر صاحب آج رات ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کہ میں قرآن پاک کا حافظ نہیں ہُوں لیکن آج رات واقعہ میں یوُں ہوا کہ قرآن پاک الحمد سے لے کر والناس تک میرے اندر خود بخود پڑھا جانے لگا۔ سو یوُں بھی ہوتا ہے کہ جب فیضان جاری ہو جاتا ہے تو پھر ناممکن بھی ممکنات سے ہو جاتا ہے

کسی چیز کی ابتدا اور ہوتی ہے اور انتہا اور
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکان
مقامِ ذکر ہے سُبحانَ رَبِّیَ الاَعلےٰ

لیکن جب فیضان جاری ہو جاتا ہے تو پھر اِسی خاک میں انوار و تجلیات کی جھڑی لگ جاتی ہے۔

ایک دفعہ یہ بندۂ ناتواں ایک حالتِ خاص میں مستغرق ہوگیا اِسقدر شدّت سے محسُوسات کے عالمَ میں محو ہو گیا کہ ہر چیز متحرّک ہوگئی۔ اِسی عالم میں ایک نُوری جُثہ جو بالکل بعینہٖ میری شکل وصُورت کا تھا میرے جسم سے نکل کر میرے سامنے آگیا۔ مَیں دیکھتا ہُوں کہ یہ جُثہ سرتاپا نورٌ علےٰ نور ہے اور شیشے کی طرح صاف شفاف۔ اِس جُثہ کی لطافت اِس قدر لطیف ہے کہ اُس کے آر پار دیکھا جاسکتا ہے۔ اسی عالم میں مَیں دیکھتا ہُوں کہ سارا قرآنِ پاک نُوری الفاظ و آیات میں اِس جُثہٴ لطیف کے چاروں طرف قطار در قطار چکّر کاٹ رہا ہے۔ قارئینِ کرام اِس وقت مجھے معاف کیجئے گا کہ:۔

از رُوئے شش جہت درِ آئینہ باز ہے
عرضِ نیاز کہنے کے قابل نہیں رہا!

کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں!

انتباہ: قارئین کرام! میں یہ نامہ بطور شکوہ نہیں لکھ رہا۔ بلکہ آپ کی دل چسپی اور تفننِ طبع کے طور پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے نام کیسے کیسے نامے آتے ہیں۔ نامے ہی نہیں بلکہ بنفسِ نفیس نامہ بر کی بجائے خود تشریف لاتے ہیں اور پھر ساتھ ہزاروں کیسے کیسے مطالبات ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے آگے میرا پتہ پانی پانی ہوجاتا ہے۔ دیکھئے ماشاء اللہ میں نے آج تک اللہ تعالےٰ سے کبھی بھی روپیہ پیسہ کی دولت کی دعا نہیں مانگی۔

اسی طرح غیر اللہ خواہشات کی میں نے آج تک اللہ تعالیٰ سے کبھی بھی دعا نہیں مانگی۔ مگر آج سبحان اللہ کیسی کیسی فرمائشیں ہو رہی ہیں۔ سناؤں ان میں سے کچھ۔ سن لوگے۔ لیجئے سُنیئے،

مثلاً ایک صاحب تشریف لائے۔ فرمانے لگے مجھے دولت چاہیئے۔ براہ کرم ڈاکٹر صاحب آپ میرے لیئے دولت کی دعوت پڑھ دیجئے۔ ایک صاحب آئے فرمانے لگے کہ میری شادی کے لئے آپ خدا را دعوت پڑھ دیں۔ ایک صاحب آئے کہ میرے لڑکے سے ایک قتل ہوگیا ہے۔ خدا کے لئے وہ بری ہو جائے۔ کسی کے سسرال روٹھ گئے۔ کسی کی بیوی ناراض ہوگئی۔ کسی کا بیٹا بھاگ گیا۔ کسی کی بھینس دودھ کم کرگئی۔ وغیرہ وغیرہ ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ⁂ بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کِس کی حاجت رُوا کرے کوئی!

درحقیقت آپ نے ناقص پیروں کی دُکانیں چمکا دی ہیں اور ناقص پیروں نے اِسی کو معرفت سمجھ کر بڑے بڑے دارالحاجتمند کھول رکھے ہیں۔ آپ نے کبھی بھی اُن سے اللہ کی توحید۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت۔ اللہ تعالےٰ کا قرب طلب نہیں کیا۔ اور پیروں نے بھی غنیمت جانا۔ کہ جان چھوٹی۔ تعویز لکھتے جاؤ۔ دَم کرتے جاؤ اور پیسے وصول کرتے جاؤ۔ کرتا سب کچھ اللہ تعالیٰ ہے۔ نام پیروں کا ہو جاتا ہے۔ یُوں دونوں گروہوں کا کام چل رہا ہے۔ سو آپ کو اگر ان چیزوں کی ضرورت ہے تو پھر ان دکانوں کی تو دُنیا میں کوئی کمی نہیں۔ آپ اُن کے پاس جایا کیجئے۔ میرا خیال ہے آپ بھُول گئے کہ مَیں نے یہ ساری تصانیف آپکو اپنے پاؤں پہ کھڑا کرنے کے لئے لکھی ہیں۔

مَیں صدقے جاؤں۔ اِسے میرا غرور و تکبّر نہ سمجھ لینا۔ سچ جانئیے مَیں نے ساری زندگی میں اللہ تعالےٰ سے اللہ کے سوا کچھ طلب نہیں کیا۔ اور اُس کی رضا جوئی کے علاوہ آجتک اُس سے کبھی کچھ طلب نہیں کیا۔ سو میرے لئے یہ بڑی غیرت کی بات ہے کہ آج اِس آخری عمر میں مَیں اُس سے دولت۔ شادیوں اور قاتلوں کے لئے دعوتیں پڑھوں یا دُعائیں مانگوں ہاں البتہ مَیں نے آپ کی ہر جائز حاجت کیلئے ہر تصنیف میں بہت کچھ بتا دیا ہے اس پر عمل کیجئے۔ خدا آپ کی انشاءاللہ جائز آرزو پُوری کرے گا۔ اور مجھ سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبّت۔ معرفت۔ قرب طلب کیجئے مَیں صرف اور صرف اللہ تعالےٰ

نہ چھین لذّتِ آہِ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نگہہ سے تغافل کو التفات آمیز

اللہ تعالےٰ کے لئے جیتا ہوں اور اُسی کے لئے مروں گا۔ اور میرا سب کچھ اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور بس۔ اور اس بات کی قدر کوئی قدرداں ہی کریگا۔

استعدادِ طالب

(۱)۔ طالب، مرید، مُبتدی کیلئے لفظ استعداد کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
(۲)۔ نیز استعدادِ طالب سے کیا مُراد ہے۔
(۳)۔ اِستعداد کا ہونا کیوں ناگزیر اور ضروری ہے۔
(۴)۔ اِستعداد کا ملکہ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔
(۵) چُونکہ کوئی مُرید۔ طالب۔ مُبتدی استعداد کو چھوڑ کر۔ استعداد سے چشم پوشی کرکے، استعداد کو نظر انداز کرکے رُوحانیت میں ایک قدم بھی آگے نہیں جاسکتا۔ نہ اس کے بغیر پیر اور مُرید میں باطنی رابطہ پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ مبتدی کسی سے خاطر خواہ فیضان حاصل کرسکتا ہے۔ اور نہ بذاتِ خود اپنی فہم سے کام لے کر خود بخود نئی نئی باطنی راہیں تلاش کرسکتا ہے۔ اس لئے اس مضمون پر قلم زن ہونا نہایت ضروری ہے اور مبتدیوں کے لئے نہایت ضروری ہے اور اُن کیلئے بھی بہت ضروری ہے جن کو زندگی بھر کا شکوہ ہے کہ ہم زندگی بھر خالی رہے یا ہمیں زندگی بھر کہیں سے کوئی فیض حاصل نہیں ہوسکا۔

مُبتدی استعداد کے بغیر فیضان حاصل نہیں کرسکتا!

یا ہمیں صاحب نظر یا صاحب توجہ کوئی بزرگ نہیں ملا۔

تشریح لفظِ استعداد

یہاں لفظ استعداد قابلیت، وسیع النظری وسیع حوصلہ۔ دقیق نظری۔ باخبری۔ نظر و نگہہ باطنی سے آگا ہی۔ اور باطنی نظر کے پیدا کرنے کی صلاحیت۔ اور نگاہ کو قائم کرنے کی آپ کی صلاحیت کے بارے میں استعمال ہو رہا ہے۔

نکتہ ۱

اور آپ اپنی استعداد کو اُس وقت بروئے کار لاسکیں گے جبکہ آپ کو علم العین، استغراق، نظر و نگاہ۔ زاویۂ نگاہ کے قوانین و قواعد سے مکمل واقفیت ہوگی۔ ظاہر ہے واقف کار کوشش سے آخر بہت کچھ پا ہی لیتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اُوپر لفظ استعداد کی تشریح میں بیان کئے گئے اوصاف نہ پیدا کرنے والے مبتدی آخرکار خالی کے خالی ہی رہ جاتے ہیں ماسوا چند خوابوں کے اُن کے دامن میں اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا یا پھر زندگی بھر کا کفِ افسوس ملنا اُن کے گلے کا ہار بن جاتا ہے۔

فیضان کے حصول کیلئے پیر اور مُرید کا ایک نکتہ پر متفق ہونا ضروری ہے

"میری اپنی مثال"

مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مُرغ اسیر
کرے قفس میں فراہم ، خس آشیاں کیلئے

دیکھو میرے بھائی ! میں نے ۳۰ سال تک کامل مُرشد کی تلاش کی ہے ۔ ان ۳۰ سالوں میں بیکار بیٹھ رہنا ، یا انتظار میں بیٹھ رہنا میری عادت میں شامل نہ تھا ۔ ان گزرے وقتوں میں میں سوچا کرتا تھا کہ خدا معلوم مجھے کوئی کامل ملے یا نہ ملے ۔ مجھے کوئی خُدا رسیدہ مکمل انسان ملے یا نہ ملے ۔ پھر اے دل کیا تو اتنی قیمتی زندگی کو بیکار بیٹھ کر یا انتظار میں بیٹھ کر ضائع کر دے گا ۔ ہرگز نہیں ۔ میری زندگی کے یہ لمحات طوفان ہوتے تھے ۔ میں زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا ۔ تلاش ، جستجو تحقیق ، طلب ، شوق ، وسیع النظری ، کوشش ، کائنات کا بہت ہی گہرا مطالعہ ، نظری ۔ فطرت کے اُصول و قوانین ان سب پر میری کڑی نظر ہوتی تھی ۔ اور جستجو اور تحقیقات کرنا میری عادت میں داخل تھا ۔ اگر وہ ہمیں نہ ملتا تھا تو نہ سہی لیکن ہمیں اپنے آپ کو تو کھونا ضرور آنا چاہیئے تھا اور تحقیقات کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ

پیر کیلئے کشش، مرید کے لیئے کوشش لازم و ملزوم ہیں!

نے ہمیں ہر چیز سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ اور ہر چیز کے ادراک کیلئے ہمیں مکمل طور پر حواس و قوی عطا کئے ہیں۔ اور ہمیں ہر چیز سے مسلح کرکے اور ہمارے اندر ہر چیز ودیعت کرکے ہمیں دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ پھر آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا یا ہم محتاج کے محتاج رہیں گے۔ یا ہماری کوشش کوئی نتیجہ نکال ہی نہیں سکتی۔ مجھے آپکی بے بسی پہ رونا آتا ہے اور ہنسی بھی۔

ہاں اہل طلب کون سُنے طعنۂ نایافت
دیکھا کہ وُہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے

یہاں اپنے آپ کو کھونے سے مطلب پا لینا ہے کیونکہ ؎

عاشق دل کے لُٹ جانے کو دل آجانا کہتے ہیں

لیکن یہاں "کھو آئے" کا مطلب اس کے اُلٹ ہے۔ یعنی کھو جانے مطلب استغراق ہے اور استغراق کے بعد انسان اس ظاھری جہان کی طرف سے ہمیشہ کے جہان کی طرف باطنی پرواز کرتا ہے۔ پس پھر کھونے کا مطلب پانا ہوا نہ کہ واقعی کھونا۔

سو میرے بھائی! میں ازراہ ہمدردی آپ کو بتا بھی رہا ہوں جتا بھی رہا ہوں۔ خبردار بھی کر رہا ہوں کہ تو اپنی کوشش، تحقیق جستجو سے کنارہ کش ہو کر کسی کے آسرے پر مت بیٹھ۔ اچھا رہیگا۔

پیر کے لئے تصرّف اور مُرید کیلئے تفکّر بھی لازم وملزوم ہیں!

اگر تُونے میری بات نہ مانی تو ایک دن تیرا دل چاہے گا کہ اپنی ناکامی کی داستان مجھے سنائے۔ لیکن اُس وقت میں اِس جہان میں آپ کو شاید نہ مل سکوں۔ ہم تو:

؎ فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دُعا کر چلے

نکتہ ۲: سنو میرے بھائی مَیں آپ کو ایک نہایت ہی کام کی بات بیان کر رہا ہوں۔ سُن لوگے تو اچھے رہوگے۔ مان لوگے تو اللہ تعالیٰ اُسکا اُجر انشاءاللہ آپ کو دے گا۔ نہیں مانو گے تو میری بات پھر بہت دیر کے بعد آپ کو احساس ناکامی کی یاد دلائے گی۔ پھر اُس وقت وقت گزر چکا ہو گا۔

اور وُہ اہم ترین بات یہ ہے کہ خواہ آپ کوئی مُرشد رکھتے ہیں یا نہیں۔ خواہ آپ مُبتدی ہیں یا نو آموز۔ خواہ آپ کے ساتھ رہ نما ہے یا کہ نہیں۔ خواہ آپ اکیلے ہیں یا جم غفیر آپ کو ہر حال میں، ہر مقام پر اپنی کوشش جاری رکھنا ہو گی۔ اور اِس کے بغیر آپ کسی مرتبہ پر فائز نہ ہو سکوگے۔

پیر کے لئے توجّہ اور مُرید کے لئے تصوّر بھی لازم وملزوم ہیں

"کوشش"

(۱)۔ مَیں یہاں ذرا کوشش کی تشریح بھی کر دُوں حالانکہ باعتبار معنی تو سب لوگ لفظ کوشش کے معنوں سے واقف ہیں. لیکن باعتبارِ انجام ۔ نتیجہ ۔ تاثیر کے کوشش کے بہت سے معنی ہیں ۔ باطن میں تسخیر کے لیئے تلاوت ، درد وظائف یعنی زبان اور الفاظ کی ضرورت ہُوا کرتی ہے۔

(۲)۔ لیکن اگر آپ نے درد وظائف سے استغراق کو جُدا کر دیا تو اس میں بھی تاثیر سے خالی ہی رہو گے ، ماسوا کسی اچھے خواب کے اور کچھ جاگتے جاگتے نہ دیکھ پاؤ گے۔

(۳)۔ ہاں اگر خالی ثواب چاہتے ہو تو پھر تلاوت و وظائف کافی ہیں

(۴)۔ لیکن اگر کچھ دیکھنا مطلوب ہے تو آپ کو علم العین ۔ استغراق زاویۂ نگاہ تینوں سے کام لینا ہوگا ۔ اور ان سے کام لینے کا طریقہ آپکو آنا چاہیئے یا جاننا چاہیئے۔ اور مَیں نے سبق نمبر ۲ سے کام لینے کے تمام طریقے اپنی تمام تصانیف میں کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان پر عمل کیجئے ۔ اور اس کے لئے آپ اپنی فہم و فراست سے بھی کام لے سکتے ہیں

پس مشاہدہ کے لئے نگاہ اور آنکھ لازم و ملزوم ہیں!!

کوشش کے بارے میں ایک اور بات بہت ہی قابلِ غور ہے اور وُہ یہ کہ جیسے پڑھنے کے لئے زبان درکار ہے اور سُننے کے لئے کان درکار ہیں بالکل اِسی طرح دیکھنے کے لئے آنکھ درکار ہے۔ پس آنکھ کے بغیر اور آنکھ علم کے بغیر اور نگاہ کے تمام طریقوں کو بروئے کار لائے بغیر آپ مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ دیکھ نہیں سکتے۔

نکتہ ۳

آپ کے وظائف اسی لئے نتیجہ خیز نہیں ہوتے کہ آپ نے اِن سے آنکھ اور نگاہ کے علم کو جُدا کر دیا ہے۔ اگر اِن دونوں کو آپس میں مربُوط و مُنسلک رکھتے تو پھر وظائف بھی نتیجہ خیز ہوتے۔ حتّٰی کہ تلاوت و نماز میں بھی آپ کو بروقت آگاہی ہو جایا کرتی کہ یہ نتیجہ خیز ہوچکی یا نہیں۔ قبول ہوگئی کہ نہیں۔ دیکھنے میں ثواب کی بات نہیں کر رہا ثواب تو آپ کو ہر نیک کام کا ملے گا۔ البتہ مشاہدہ کرنا اور بروقت آگاہی پانا اور بات ہے۔ اِس لئے آپ سمجھ گئے نا کہ کوشش میں نگاہ اور آنکھ کا علم بھی شامل ہے کہ جسکے بغیر آپ کی کوشش بھی بار آور ثابت نہیں ہوسکتی اور نتیجہ کے طور پر آپ کا عمل بھی نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔

مَیں نے بات استعداد ہونے یا نہ ہونے سے شروع کی تھی اسلیئے اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ استعداد کا مفہوم کتنا وسیع ہے۔

پس استعداد اور علم العین لازم ملزوم ہیں

اور کتنا ضروری ہے۔ اور خاص طور پر ہر شخص کے لئے خواہ وہ رہنما رکھتا ہو استعداد کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

تمثیلِ استعداد

میں آپ کو استعداد ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ایک مثال دیتا ہوں۔ میرے ایک قریبی محترم ہیں۔ اور ۲۵ - ۳۰ سال سے باقاعدہ پیر رکھتے ہیں لیکن اس اتنے لمبے عرصہ میں اپنے رہنما سے کوئی فیضان حاصل نہ کر سکے۔ اُن کی طبیعت کافی زود پریشان ہے۔ مزاج ہر حال میں یکساں نہیں رہتا۔ لیکن بایں ہمہ وُہ کافی عقلمند اور روشن خیال رکھتے ہیں۔ ایک ممتاز صفت اُن کی یہ بھی ہے کہ طبیعت میں بڑی استقامت موجود ہے۔ اسی بنا پر وُہ برابر ۳۰ سال میرے پاس آتے رہے۔ اور مجھ سے رُوحانیت کے حصول کے لئے تقاضا کرتے رہے۔ لیکن ہر بار گفتگو میں وُہ کوئی نہ کوئی غلطی کر بیٹھتے اس لئے میں اُن کو واپس کر دیتا۔ انہوں نے برابر ۳۰ سال آنا نہیں چھوڑا۔ اور میں ۳۰ سال انہیں ہر بار واپس کرنا نہیں بھولا۔ آخر آج سے تقریباً ۱۰ سال پہلے کی بات ہے کہ انہوں نے استخارہ کیا کہ میں حصولِ نظر کے لئے کس طرف رجوع کروں۔ رات کو استخارہ کر کے سوئے تو ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ڈاکٹر نور محمد سروری جلالپور جٹیاں ضلع گوجرانوالہ کے پاس جاؤ۔ وہیں سے تمہیں حصولِ فیض ہو گا۔

پس استعداد ہو تو آپ ناقص پیر کے ہوتے ہوئے بھی باطنی راستہ طے کر سکتے ہیں

پس وُہ صبح اُٹھتے ہی میرے پاس پھر تشریف لائے لیکن پھر گفتگو میں ہماری یکسانیت پیدا نہ ہو سکی۔ مَیں نے پھر واپس بھیج دیا۔ الغرض زندگی میں بہت دفعہ میرا ارادہ ہُوا کہ ان کو درست راستہ تلقین کروں۔ لیکن نہ کر سکا۔ اس کے دس سال بعد مَیں نے رُوحانیت کے قوانین و قواعد اور حصولِ مشاہدہ و نگاہِ باطنی پر جو کتب تصنیف کیں تو پھر وُہ ایک دن تشریف لائے۔ مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ

"لو مولانا صاحب اب آپ کی قسمت جاگ اُٹھی"۔

فرمانے لگے۔ کیا بات ہوئی۔ جو میری قسمت بھی جاگ اُٹھی۔

قارئین کرام! اس وقت اچانک اندھیری چل پڑی ہے اور کافی اندھیرا سا ہو گیا ہے۔ مَیں ڈرتا ہُوں کہ کہیں مولانا صاحب جنّات کی جماعت لے کر مجھ پر نہ چڑھ دوڑیں۔ چُونکہ آخر اُنہی کا ذکرِ خیر ہو رہا ہے۔ آپ بھی اُن سے ڈریئے کہ اب وُہ پہلے والے خالی مولانا صاحب تو نہیں ہیں۔

بہر حال مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ لو مولانا صاحب اب آپ کے بھی دن پھرنے کو ہیں۔ چنانچہ جو مَیں آپ کو ۲۰ سال میں نہ دے سکا اب وُہ سب کچھ آپ کو یکدم مل جائیگا۔ لیجئے یہ

استعداد ہو تو آپ اکیلے بھی باطنی راستہ طے کر سکتے ہیں!

یہ تینوں کتب۔ اِن کا بڑے غور سے مطالعہ کیجئے اور پھر ان پر تہہِ دل سے عمل کیجئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی انشاء اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

چنانچہ وُہ خوشی خوشی مُجھ سے کتب لے کر تشریف لے گئے پڑھیں پھر عمل شروع کر دیا۔ ویسے ماشاءٗ اللہ شب بیدار ہیں۔ دس روز کے بعد تشریف لائے تو خوش تھے۔ فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب اب میں ۹۰ درجہ زاویہ پر نگاہ قائم کر کے پہلے چند منٹ تصورِ اسمِ اللہ ذات کرتا ہوں۔ پھر اسی زاویہ پر نگاہ قائم کر کے حالتِ استغراق میں چلا جاتا ہُوں۔ آپ نے فرمایا ہے پہلے ہلکا استغراق حاصل ہو گا۔ پھر اس سے گہرا استغراق حاصل ہوگا پھر "استغراق در استغراق" طاری ہو گا تو فضا جو آپ کی آنکھ کے سامنے بنے گی وُہ صُبحِ صادق جیسا سماں پیدا کر دے تو سمجھ لیجئے کہ آپ مشاہدہ جاری ہونے کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں۔

سو ڈاکٹر صاحب یہاں تک تو مَیں پہنچ گیا ہُوں۔ یعنی اب میری نگاہ وہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آنکھوں کے سامنے کی فضا صبحِ صادق جیسی ہو جاتی ہے۔ پس مولنا صاحب سے میں نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے۔ آپ درست سمت جا رہے ہیں۔ کوشش جاری رکھیئے۔ چنانچہ

استعداد کے بغیر حاصل کیا ہوا فیضان بھی آخر کار ضائع ہو جاتا ہے!

واپس جا کر انہوں نے پھر اس سے آگے کوشش شروع کر دی مزید دس روز کے بعد وُہ دوبارہ تشریف لائے تو بے انتہا خوش تھے۔ مَیں نے کہا یا اللہ خیر۔ آج تو مولینا صاحب آپ بہت خوش ہیں۔ خیر تو ہے۔ آپ کو کونسا خزانہ مل گیا ہے ذرا مجھے بھی تو بتاؤ۔

فرمانے لگے لو ڈاکٹر صاحب میری باطنی آنکھ کھُل گئی ہے اور تجلّیات کا نزول بھی شروع ہو چکا ہے۔ اور نظارے بھی بیٹھے بیٹھے ہونے لگے ہیں۔ آج میرا دل بے انتہا خوش ہے۔

مَیں نے عرض کیا ٹھیک ہے مولانا صاحب۔ اب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔ یہ سب فضل و کرم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

فرمانے لگے مجھے بیس پچیس سال ہو گئے ہیں کہ مَیں مُرید ہُوا تھا مگر آج تک کوئی فیضان قابلِ ذکر نہیں ہُوا تھا۔ یہ زندگی میں پہلا موقع ہے کہ مجھے کچھ نظر آنے لگا ہے چُونکہ آپ کے کہنے کے مطابق مَیں ارادہ سے بیٹھتا ہُوں اور اپنے ہی ارادہ سے حواس باطنی کی طرف متوجّہ ہوتا ہوں اور پھر اپنی نگہہ کو استغراق کے اُن تمام مدارج میں سے گزارتا ہوں جن کے متعلق آپ نے تاکید فرمائی ہے۔

استعداد آپکے ہر عمل کو نتیجہ خیز کئے بغیر ہرگز نہ چھوڑے گی

پس جب میرے حواس استغراق کی اُس گہرائی تک پہنچتے ہیں جتنی گہرائی مشاہدہ کے لئے ضروری ہے تو بس مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

مَیں حیران ہُوں کہ مَیں نے ساری عُمر یونہی گزار دی۔ جو طریقہ آپ نے بتایا ہے۔ یہ طریقہ اگر پہلے ہی مجھے آتا ہوتا تو پھر ساری زندگی ضائع نہ جاتی۔ سبحان اللہ! آپ نے کتنا مختصر، آسان، سہل اور بلا مشقت طریقہ ہمیں دیا ہے کہ جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

مَیں نے کہا مولنٰا صاحب! بس خدا کا ہی شکر ادا کرو۔ وہی سب کا کارساز ہے اور ہم اُسی کی طرف سے ہیں۔ اور اُسی کی جانب لوٹ جانے والے ہیں۔ پس زندگی زندگی میں آپ کو وُہ تمام منازل طے کرلینی چاہئیں۔ جن جن منازل سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔

اس کے بعد مولانا صاحب تشریف لے گئے۔ گاہے بگاہے پھر بھی آتے رہے اور نئے نئے مکاشفات بتاتے رہے۔ ابھی چند روز ہوئے کہ پھر تشریف لائے۔

استعداد کی ایک واضح مثال:

قارئین کرام! یہاں مجھے کسی کی داستان سنانے سے غرض نہیں

تحقیق و جستجو انسان کی بہت بڑی رہنما ہے!

ہے۔ اور نہ ہی کُتب کی تعریف مقصود ہے بلکہ درحقیقت میں آپکو تحقیق، جستجو، استعداد کے بارے میں مثالیں دے دے کر سمجھا رہا ہوں کہ دیکھئے کیونکر جُستجو کے بعد انسان میں بتدریج استعداد پیدا ہوتی ہے اور ایک عام انسان باطنی طور پر دانا اور بینا ہو سکتا ہے۔ سُنیئے۔ مولنا صاحب فرمانے لگے کہ میرے مُرشد مُراقبہ میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا یہ جو نیک شغل اَب تم نے شروع کیا ہے یہ بہت اچھا ہے اسے کرتے جاؤ۔ .... ذرا غور فرمایئے کہ پیر اور مُرید کا جو رابطہ ۳۰ سال سے قائم نہ ہو سکا وہ اَب ہو گیا۔ میرا خیال ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اَب خوب سمجھ رہے ہیں کہ اب کیونکر باطنی رابطہ قائم ہو گیا۔

ابھی ۴/۵ روز کی بات ہے کہ مولنا صاحب پھر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آج رات جب میں متوجہ ہُوا۔ اور زاویہ نگاہ قائم کیا اور جب میرے باطنی حواس استغراق در استغراق حاصل کر چکے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محبوب سُبحانی جناب خواجہ نظام الدین قدس سرہٗ (فداہ امی وابی) تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا اب جو شغل تُم نے شروع کیا ہے یہ بہت ارفع و اعلیٰ ہے، ساری زندگی اسے ترک نہ کرنا بلکہ مستعدی سے اس پر کاربند رہ کر اِسے زندگی بھر جاری رکھنا۔ یہ شغل

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی

تمہاری تمام باطنی منزلیں طے کروا دیگا۔
میں آپ کو درجہ بدرجہ مثالیں دے کر سمجھا رہا ہوں کہ کس طرح تحقیق و جستجو کے بعد استعداد پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر کس طرح درجہ بدرجہ استعداد کا دائرۂ کار وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ جو کچھ نہ تھے وہ کچھ ہوگئے اور جو کچھ تھے وہ بہت کچھ ہوگئے۔ پس انسان کی زندگی کوشش عمل پیہم۔ جد و جہد سے عبارت ہے۔ جنہوں نے ان پر عمل کیا وہ آج تک زندہ ہیں۔ اور جو کنارہ کش رہے ناپید ہوگئے۔ سو زندگی در حقیقت عمل پیہم کا دوسرا نام ہے۔

"استعداد کے موضوع پر حرفِ آخر"

(۱) اس بندہ نے ایک دفعہ مُرشدی و مولائی جناب حضرت فقیر نُور محمّد قدس سرّہٗ کی جناب میں ایک سوال کیا محفل منعقد تھی۔ میں نے عرض کیا حضور جب کوئی کامل مُرشد کسی پر توجہ ڈالتا ہے تو جس پر توجہ ڈالی جائے کیا اُس کو فی الفور پتہ چل جاتا ہے کہ مجھ پر

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

توجہ ڈالی گئی ہے۔[1] اُس کو فوراً توجہ ڈالنے کا پتہ چل جائے گا۔ لیکن اگر وُہ صاحبِ استعداد نہیں تو اُس کو توجہ ڈالے جانے کا کچھ پتہ نہ چل سکے گا۔

سو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے لئے صاحبِ استعداد ہونا نہ صرف ضروری ہے بلکہ اِس کی اشد ضرورت بھی ہے۔ مَیں نے اِسی لئے اِس موضوع پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے کہ آپ کو اِس کا احساس ہو جائے کہ استعداد کیا ہوتی ہے کیونکر استعداد کی قابلیت آپ پیدا کر سکتے ہیں۔ اور استعداد کس کس کام آتی ہے۔ پچھلی حکایت میں مولنا صاحب استعداد نہ ہونے کی وجہ سے برسہا برس بیٹھے رہے۔ لیکن جب استعداد پیدا کر لی گئی تو پھر ہر طرف سے فیضان کے چشمے بھی پھوٹ نکلے۔

ناقص پیر کامل مُرید یعنی صاحبِ استعداد مُرید

فرض کیجئے کوئی پیر ناقص ہے۔ لیکن اگر مرید صاحبِ استعداد ہے۔ تو بھی وُہ باطن میں از خود اپنی منزلِ مقصود کی طرف گامزن رہتا ہے۔ اور مَیں نے ہزاروں ناقص پیروں کو دیکھا

[1] تر آپ نے فرمایا اگر وہ صاحبِ استعداد ہے تو اس کو ......

استعداد ہے تو تُو کبھی بھی محرومی و ناکامی کا مُنہ نہ دیکھے گا

ہے۔ اور صاحبِ استعداد طالبوں کو بھی دیکھا ہے۔ پس ایسے حال میں مُرید آگے نکل جاتا ہے اور ناقص پیر پیچھے رہ جاتا ہے۔

بلکہ بعض اوقات ایسے بھی ہو جاتا ہے کہ صاحبِ استعداد مُرید، ناقص پیر کو بھی فیضیاب کر دیتا ہے۔ اور یہ تصنیف بھی ہرکس و ناکس کے لئے تازیانے کا کام دے گی۔ جو کوئی ناقص ہے اپیر عمل کرے گا تو کامل ہو جائے گا جوئندہ یا بندہ یعنی ڈھونڈنے والا ضرور پا لیتا ہے۔ تحقیق و جستجو انسان کو عارف المعارف بنا دیتی ہے۔

(۲)۔ جناب حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے ۳۰ سال کامل مرشد کو تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ اور اب ۳۰ سال سے کامل مُرید، صاحبِ استعداد، حوصلہ وسیع کو ڈھونڈھ رہا ہوں لیکن وُہ بھی نہ ملا۔ یہاں آپؒ مقامِ ذات و مقامِ ھو، مقامِ فقر کے لئے کامل مُرید ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں۔

کامل پیر بھی کامل مُرید کی تلاش میں رہتا ہے!

کہے سے کچھ نہ ہُوا پھر کہو تو کیوں کر ہو!

"ایک لطیفہ"

لو جی! مولنا صاحب پھر آ ٹپکے۔ اِن سے پُوچھیے کیا فرماتے ہیں بیچ اِس مسئلہ کے۔ اِن کو شاید پھر کوئی مسئلہ درپیش آ گیا ہے یعنی استغراق کی تمام حالتوں کو دیکھ کر۔ استغراق کے تمام مرحلوں کو عبُور کر کے۔ مشاھدات کر کے۔ نظارے دیکھ کر تجلیات دیکھ کر اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب استغراق کسے کہتے ہیں۔ اور استغراق کے متعلق اب ہی نہیں بلکہ پُورے ایک سال سے پُوچھ رہے ہیں۔ جب بھی تشریف لاتے ہیں تو استغراق کے متعلق ضرور پُوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہوتا ہے۔ حالانکہ صحیح معنوں میں یہ استغراق کے تمام مرحلے عبُور کر کے سب کچھ دیکھ چکے ہیں اور اب بھی برابر دیکھ رہے ہیں۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خُدا

میں ذرا اِن کا تعارف کروا دُوں۔ یہ صاحب دیکھنے میں بھولے بھالے سیدھے سادے ہیں لیکن کاتب بھی ہیں خوشنویس بھی۔ عربی دان بھی اور عربی کی صَرف نحو سے واقف بھی۔ صاحبِ علم بھی ہیں اور امام مسجد بھی۔ مخاطب بھی ہیں اور صاحبِ خطابت بھی۔ اور اب تو ان صاحب کا نام تو ہے نصیر احمد لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو شیخ سعدیؒ والا

کہوں جو حال تو کہتے ہو مُدعا کہیئے!
تمہیں کہو کہ جو تم یُوں کہو تو کیا کہیئے!

یا گلستان بوستان والا ملاّ نصیرالدّین کہوں۔
ایک روز لوگوں نے دیکھا کہ ملاّ نصیرالدین آٹا پیسنے کی چکّی پر گیا اور لوگوں کی بوریوں سے گندم نکال نکال کر اپنی بوری میں ڈال رہا ہے۔ لوگوں نے کہا ملاّ صاحب یہ لوگوں کی بوریوں سے گندم نکال کر اپنی بوری میں کیوں بھر رہے ہو۔ تو ملاّ صاحب نے جواب دیا۔ بھائی میں دیوانہ ہُوں اِس لئے ایسا کر رہا ہُوں۔ لوگوں نے کہا اگر دیوانے ہو تو اپنی بوری کی گندم دوسروں کی بوریوں میں کیوں نہیں ڈال دیتے تو ملاّ صاحب نے کہا بھائی میری دیوانگی کا یہ پہلا روز ہے۔ جب دوبارہ دیوانہ ہوں گا تو پھر ایسا کرُوں گا سہ

مرا از قصۂ مجنوں ہمیں یک نکتہ یا آمد
کہ دیوانہ بکارِ خویش ہشیار ایں چنیں باید

اب جب کہ مولٰنا صاحب کو استغراق کے متعلق ایک سال گزر چکا ہے۔ بتائیے اب اُن کو آپ کے پاس بھیج دُوں۔ یا خود جواب دُوں۔ میں تو ایک سال سے استغراق کے معنے اور کیفیت بتا رہا ہوں۔ ایک دن میں نے تنگ آ کر مولٰنا صاحب سے کہا کہ کیا آپکو کبھی زندگی میں مجازی بے خودی کا دَورہ بھی نہیں پڑا تو اس پر وُہ شرما کے رہ گئے۔

ادب ہے اور یہی کشمکش ہے کیا کیجے
حیا ہے اور یہی گومگو تو کیوں کر ہو

"استغراق"

مولٰنا صاحب از رُوئے صرف و نحو خوب جانتے ہیں کہ لفظ استغراق باب استفعال سے تعلق رکھتا ہے۔ نیز یہ لفظ غرق سے مشتق ہے۔ سو غرق کے معنی ہیں ڈوب جانا۔ ظاہر ہے کہ مولٰنا صاحب ڈُوب مرنے کو ہرگز تیار نہ ہوں گے۔ چُونکہ ابھی انہوں نے زندگی کی بہت بہاریں دیکھنا ہیں۔ ویسے

ع جنہوں نے ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

توبہ توبہ مولٰنا صاحب کو یہ اُوپر والا مشورہ ہم نہیں دے سکتے۔ کوئی رقیب دے تو دے۔ ویسے مولٰنا صاحب فرما سکتے ہیں کہ: ؎

ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنہیں ہماری قدر
ہماری بات ہی پُوچھیں نہ وُہ تو کیوں کر ہو!

خُدا نہ کرے۔ خُدا نہ کرے۔ بتائیے صاحب ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ آپ تو ہمارے پُرانے ملنے والے ہیں۔ ہم آپ کو یُوں مایوس نہیں دیکھ سکتے لیکن ؎

کسی کو دے کے دِل کوئی نواسنج فغاں کیوں ہو ؛ نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

یہ کہہ سکتے ہو تم دل میں نہیں پر یہ تو بتلاؤ!
کہ جب دل میں تمہیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

ع اک چھیڑ ہے وگرنہ ترا امتحاں نہیں!

لیجیئے ہم آپ کو زیادہ نہیں ستاتے۔ استغراق کے معنی سُنیئے۔ استغراق کے معنی ہیں کسی خیال میں مستغرق ہونا۔ کسی خیال میں غرق ہونا۔ کسی یاد میں محو ہونا۔ کسی دُھن میں بے خود ہونا۔ کسی جستجو' خیال' یاد میں بہت گہرائی تک ڈوب جانا۔

کیفیتِ استغراق:

دیکھئے صاحب معنے تو بیان کیئے جا سکتے ہیں۔ مطلب بھی واضح کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ کیفیت کو تو غالب بھی بیان نہیں کر سکا۔ سنیئے ؎

مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کسطرح
دیکھ کے میری بیخودی چلنے لگی ہوا کہ یُوں

تاہم میں مثالیں دے کر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہُوں۔ شاید آپکی سمجھ میں کچھ آجائے۔ ویسے سمجھ میں آجانی چاہیئے۔ چونکہ آپ استغراق۔ محویت اور بے خود ہو جانے کی کیفیت سے ہر روز' بلاناغہ دو چار ہوتے ہو۔ اور دُنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اس کیفیت سے دوچار نہ ہوتا ہو۔ یہ بات اور ہے کہ کبھی آپ نے اِس پر غور نہیں فرمایا۔

استغراق حواسِ خمسہ ظاہری کے بند کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

آپ اِس لئے ہر روز حالتِ استغراق میں جاتے ہیں کہ آپ ہر روز رات کو سوتے ہیں۔ مثلاً آپ رات کو سونے کی غرض سے لیٹتے ہیں تو سب سے پہلے آپ آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ آنکھیں بند کرنے کے چند منٹ بعد پھر آپ پر غنودگی سی چھانے لگتی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ حالتِ استغراق کی طرف مائل ہو رہے ہیں پھر اس کے بعد آپ پر غنودگی اور زیادہ گہری ہوئی جا رہی ہے۔ یُوں کہ آپ کچھ کچھ باہر کی آوازیں بھی سُن سکتے ہیں اور کچھ نہیں اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ حالتِ استغراق کے قریب پہنچ گئے ہیں

بعد ازاں آپ پر نیند کا اور زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے اور آپ کافی حد تک باہر کی دُنیا سے بے خود و بے خبر ہو جاتے ہیں اور غنودگی بے حد گہری ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ۳/۴ حصہ استغراق کو پا لیا ہے۔ صرف ۱/۴ حصہ باقی رہ گیا۔ اسکے بعد آپ مکمّل طور پر سو گئے۔ اور بیرونی دُنیا سے بالکل بے خبر ہو گئے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مکمّل طور پر حالتِ استغراق میں چلے گئے۔ اِسی کا نام استغراق ہے۔

استغراق حواسِ خمسہ باطنی کے کھولنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے!

رُوحانیّت میں ظاہری دُنیا سے باطنی دُنیا میں داخل ہونے کا ایک مسلّمہ اصُول

مدارج رُوحانیت میں ظاہری دُنیا سے باطنی دُنیا میں داخل ہونے کا ایک مُسلّمہ و مصدقہ اُصول یہ ہے کہ جب تک آپ کے ظاہری حواس بند نہ ہوں باطنی حواس نہیں کھُل سکتے۔ اور باطنی حواس اُسوقت تک نہیں کھُل سکتے جب تک کہ آپ کے ظاہری حواس بند نہ ہوں۔ اور ظاہری حواس اُس وقت تک بند نہیں ہو سکتے جبتک آپ پر مکمّل طور پر استغراق طاری نہ ہو جائے۔

(۱). پس استغراق ظاہری حواس کو بند کرنے اور باطنی حواس کو کھولنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

(۲). پس استغراق ظاہری جہان سے باطنی جہان میں داخل ہونے کی سب سے بڑی کلید ہے۔

(۳). پس استغراق کو کنٹرول کرنے کی سب سے بڑی کلید زاویۂ نگاہ ہے

اِستغراق کو کنٹرول کرنے کی سب سے بڑی کلید زاویۂ نگاہ ہے!

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ یہ سلسلہ کس طرح آپس میں مربُوط و مُنسلک ہے۔ اب آپ ان کڑیوں کو ایک دُوسرے سے جُدا نہیں کر سکیں گے۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ استغراق دونوں جہان کے درمیان ایک پُل کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس پر سے گزرے بغیر آپ باطنی جہان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ گویا اِستغراق دونوں جہان کے درمیان رابطے کا نام ہے۔ اور زاویۂ نگاہ آپ کے عِلم العین کے مرکب کی لگام ہے کہ اس سے آپ جدھر چاہو اپنی سواری کو موڑ سکتے ہیں۔

نیز اِستغراق آپ کی باطنی استعداد بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور استغراق اپنا کردار ہر جگہ برابر جاری رکھتا ہے۔ اِس کے بغیر آپ باطنی دُنیا میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ اور استغراق پیر اور مُرید دونوں کے لیئے یکساں اہمیت کا حامل ہے۔ میرا خیال ہے کہ آیئے جلد جلد یہاں سے بھاگ چلیں ورنہ مولنا صاحب دوبارہ سوال کر دیں گے کہ ڈاکٹر صاحب ذرا استغراق کے متعلق بتانا کہ کیا ہوتا ہے۔

استعداد فیضان حاصل کرنے کا سرچشمہ ہے!

"استغراق اور نیند میں امتیاز"

نیند میں انسان بے اختیار ہوتا ہے لیکن استغراق میں ایک ماہر انسان با اختیار ہوتا ہے۔ نیند میں آپ اپنی مرضی نہیں کر سکتے لیکن استغراق میں اپنی مرضی کا دخل ہو سکتا ہے۔ سوتے وقت ہمارے حواس بلا کنٹرول ہوتے ہیں لیکن استغراق حاصل کرتے وقت اپنے حواس پہ کنٹرول ہوتا ہے۔ سوتے وقت ہماری نگاہ بے ارادہ خلاؤں میں گھومتی ہے۔ لیکن استغراق میں زاویۂ نگاہ کی وجہ سے ہماری نگاہ ہمارے کنٹرول میں ہوتی ہے۔

استغراق میں انسان جب چاہے جس وقت چاہے اپنے ارادہ و اختیار سے باطنی دنیا میں داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن نیند میں یہ ارادہ و اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ سوتے وقت استغراق و نیند میں صرف ایک فرق ہوتا ہے۔ اور وہ ہے زاویہ نگاہ۔ پس اگر آپ سوتے وقت زاویۂ نگاہ قائم کرکے لیٹیں تو بھی آپ حالتِ استغراق حاصل کرسکتے ہیں اور مشاہدات بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ نیز تجلیات کا نزول بھی شروع ہو سکتا ہے۔ پس یہ مجوب بے محنت ہے۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

استغراق اور تصوّر میں امتیاز

تصوّر، خیال، ہوش و بیداری کا نام ہے۔ جب کہ استغراق سراسر محویت، بیخودی اور بے ہوشی کا نام ہے۔ تصوّر میں انسان چوکس ہو کر بیٹھتا ہے اور خیال سے تصوّر کرتا ہے۔ لیکن استغراق میں چونکہ انسان نے ظاہری ماحول سے آزاد ہو کر باطنی دُنیا میں داخل ہونا ہوتا ہے اس لئے اُسے ظاہری حواس بھی بند کرنے پڑتے ہیں۔ جب کہ تصوّر اور خیال میں ایسا نہیں کیا جاتا۔

لیکن ایک نہایت ضروری بات یہ ہے کہ اگر آپ نے تصوّر کو کامیاب بنانا ہے تو پھر ہر روز تصوّر کرنے کے بعد استغراق میں ضرور جایا کرو۔ تاکہ آپ کا مشاہدہ بھی کھلے اور جس اسم کا تصوّر کر رہے ہو وہ بھی متجلّی ہو سکے۔ لیکن اگر آپ ایسا نہ کرو گے تو تصوّر کو نتیجہ خیز نہ بنا سکو گے اس لئے کہ مشاہدہ کی کلید استغراق ہے۔ پس آپ استغراق کو تصوّر کے ساتھ ملا لیا کرو گے تو تصوّر بامشاہدہ ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ یہ نہایت ہی باریک نکتے کی باتیں ہیں۔ سمجھ لو گے

استعداد ہے تو تیری باطنی رہبری گھر بیٹھے ہوتی رہے گی

تو آپ کا بھلا ہو گا

موضوع ہذا کا یہانتک کا ماحصل

استعداد کے موضوع پر آپ نے یہاں تک جو کچھ پڑھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ مُرید ہونے سے پہلے پہلے تیری باطنی آنکھ کھُلی ہونی چاہیئے۔ تجھے باطنی دُنیا میں آنے جانے کا راستہ آنا چاہیئے۔ تو اپنے ظاہری حواس بند کرنا جانتا ہو۔ اور تجھے باطنی حواس کھولنے آتے ہوں۔ استغراق پر تجھے کنٹرول حاصل ہونا چاہیئے۔ زاویۂ نگاہ کا استعمال تجھے بخوبی آتا ہو۔ علم العین و ذکر العین سے تو کما حقہٗ واقف ہو۔ تجلیات و مشاھدات کی قدرت رکھتا ہو۔ اگر یہ سب کچھ تیرے علم میں آچکا ہے تو تُو صاحب استعداد ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور یہ مذکورہ بالا تمام علوم انسان کو مُرید ہونے سے پہلے پہلے آجاتے ہیں یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اگر یہ آپ کے لئے مشکل ہوتی تو مَیں بھی آپ پر اِس بات کے لئے زور نہ دیتا۔ یہ سب کچھ آپ کے لئے عین قابل عمل ہے۔ اور اسے آپ کو ہر حال میں آنا چاہیئے اور بس

بہت دیکھے ہیں مَیں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا

مکرمی محمد اعجاز حسین طالب علم ایف ایس سی ماڈل ٹاؤن لاہور

السلام علیکم ! گو آپ کے سوالات تو بہت ہیں تاہم میں ایک دو کا جواب دیتا ہُوں. آپ نے دعوت پڑھنے کے متعلق دریافت کیا ہے سو عرض ہے کہ دعوت واقعی ایک نادر و نایاب علم ہے. ایسے مشکل عقدے جو بظاھر حل پذیر نہیں ہو سکتے. دعوت سے حل ہو جاتے ہیں. بشرطیکہ پڑھنے والا عامل ہو.

عامل

جناب حضرت سُلطان العارفینؒ و فقیر صاحبؒ ایک جُملہ بار بار دہراتے اور فرماتے ہیں. وُہ جُملہ یہ ہے. کہ صاحب دعوت پڑھنے میں کامل اور دعوت میں عامل ہونا چاہیئے. سو پڑھنے میں کامل وُہ ہوتا ہے جس کی پڑھائی اور کلام سے نُور پیدا ہو. اور وُہ اپنے اختیار اپنے ارادے سے باطن میں آجا سکتا ہو. چُونکہ اس نور پر ارواح پروانہ وار گرتی ہیں. اور وُہ نوُر ارواح کی غذا ہوتا ہے. اِس لیئے پڑھنے والا ارواح کو محبُوب ہو جاتا ہے اور ارواح اہل دعوت کی مددگار و معاون ہو جاتی ہیں اور جو فیض و فضل وُہ اپنی محنت سے ساری عمر میں بھی حاصل نہیں کر سکتا وہ ایک دن میں ارواحِ کاملہ سے حاصل کر لیتا ہے.

مذہب میں بہت تازہ پسند اسکی طبیعت،
کرلے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد

اور عامل وُہ ہوتا ہے جو پڑھنے میں بھی کامل ہو اور ارواح کے ساتھ باطنی رابطہ قائم کرنے کا اہل ہو۔ نیز صاحبِ استعداد اور حوصلہ وسیع رکھتا ہو۔ اور زبان باتاثیر ہو۔ اور اُرواح کے ساتھ باطنی معاملات کو نبھا سکتا ہو۔ نیز ارواح کے باطنی برزخ میں داخل ہونے کی اہلیت رکھتا ہو۔ پس مذکورہ عامل وکامل والی دونوں صفات اگر کسی میں ہیں تو وُہ بے شک دعوت پڑھ سکتا ہے۔

پس مبتدی حضرات بطورِ مشق کے دعوت پڑھ سکتے ہیں اور دعوت پڑھتے وقت نہ اذان کہیں۔ نہ ہی قُمْ باذنِ اللہ یا عبد اللہ کہیں۔ وُہ سادہ طریق پر پڑھیں اور بطورِ مشق کے اور بطورِ ثواب کے پڑھیں۔

بیشک دعوت کے فوائد بہت عظیم ہیں۔ اور دعوت پڑھنے والا بھی عظیم ہی چاہیئے۔ پھر کام جلد ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایک رات میں ہی ہو جاتا ہے۔ پھر دیر نہیں لگتی۔ اُس وقت یہ نقد کا سودا ہو جاتا ہے۔ یعنی نقد محنت نقد مزدُوری۔

دِل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لے جا
مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود میں گرداب

کامل ارواح:

جس طرح دعوت پڑھنے کے لئے کامل عامل کی ضرورت ہے اسی طرح کامل و ناقص ارواح بھی ہوتی ہے۔ جو لوگ دُنیا میں جیتے جیتے تمام باطنی منازل طے کر لیتے ہیں اور جیتے جی اپنی صلاحیت کو مکمل کر لیتے ہیں تو وفات کے بعد ایسی ارواح کامل ارواح کہلاتی ہیں پس ایسے کامل لوگوں کی قبروں پر جب دعوت پڑھی جاتی ہے تو پڑھنے والے کو بے انتہا فائدہ پہنچتا ہے اور فیضان اس قدر بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے کہ پڑھنے والا باطنی طور پر مالا مال ہو جاتا ہے۔ اور وہ راستہ جو برسوں میں طے نہیں ہو سکتا وہ ایک رات میں طے کرا دیتا ہے۔ ور ناقص ارواح جنہوں نے دُنیا میں کوئی باطنی ترقی نہیں کی وہ وفات کے بعد بھی کسی کو کوئی فیضان پہنچانے کے قابل نہیں ہوتیں۔ پس نتیجہ کے طور پر ایسی قبروں پر دعوت پڑھنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ کسی کی مدد کر سکتی ہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی کامل ان کی قبروں پر کچھ پڑھے تو وہ ایسی نا ترقی یافتہ ارواح کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

ارواح اپنی صلاحیت کے مطابق کام کرتی ہیں

مثلاً اگر آپ کو کپڑا سلوانے کی ضرورت ہے تو آپ درزی کے پاس جائیں گے۔ اگر کوئی لوہے کا اوزار بنوانا ہے تو لوہار کے پاس جائیں گے۔ اگر دوا کی ضرورت ہو تو کسی معالج کے پاس جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ارواح بھی اپنی اپنی مخصوص صلاحیتیں رکھتی ہیں۔ اور ہر روح اپنی صلاحیت کے مطابق کام کرتی ہے۔ پس جو صلاحیت جس روح سے منسوب ہو گی آپ اسی روح کی قبر پر دعوت پڑھیں گے۔

تاہم اس بندہ نے تو دعوت کا کام بھی آسان کر دیا ہے۔ چند اولیاء کرام کے اسماءِ مبارک الگ الگ بڑے کاغذ پر لکھئے۔ اور اپنے گھر ہی میں بیٹھ کر دعوت پڑھ لیجئے۔ دعوت پڑھنے کے تمام طریقے اس بندہ نے تصنیف سیف الرحمٰن، تصنیف اللہ جل شان اور تصنیف حق سبحان میں مکمل و مفصل طور پر بیان کر دیئے ہیں وہاں ملاحظہ فرما کر ان پر عمل کیجئے۔ اور یہ طریقہ بھی ہرگز ہرگز رائیگاں نہیں جاتا۔ بلکہ مکمل طور پر کار آمد ہے۔ اور اصلی حقیقی

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے
قدم اُٹھا یہ مقام آسماں سے دُور نہیں

معنوں میں باتاثیر ہے۔

آپ نے دیکھا نہیں کہ ایک دفعہ ابھی پاکستان بنے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ میں نے حق سجان میں مندرج نقشہ ایک بڑے چارٹ کے کاغذ پر بنایا۔ درمیان میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تقطیع میں لکھا اور اردگرد تمام صحابہ کبار۔ پنجتن پاک اور تمام اولیائے کرام کے اسم گرامی لکھے۔ پس میں نے اس نقشہ پر اپنی نظر جما کر کچھ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ مجھ پر کھلی آنکھوں سے تجلیات کا نزول جاری ہو گیا جو کہ ساری عمر جاری رہا۔ اور اب بھی جاری ہے۔

نکتہ: جو صفت، جو صلاحیت آپ کی اپنی محنت سے جاری اور پیدا ہو گی وُہ انشاءاللہ ضرور عمر بھر جاری رہے گی۔ فیضانِ رہنما سو فیصد درست ہے لیکن اپنی تربیت استعداد آپکو خود پیدا کرنا ہو گی۔ پس تم میں سے جو بھی اپنی صلاحیت فیضانِ مُرشد کے ساتھ جاری رکھے گا۔ وُہ انشاء اللہ ضرور منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ اور جو اپنی صلاحیت اور استعداد کو بروئے کار نہیں لائے گا

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

وُہ آخر کار خالی رہ جائے گا۔ میں اگر ایسے لوگوں کی فہرست مُرتب کروں تو سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

پس تُو کامل مُرید اور کامل پیر والی بات پر کڑی نظر رکھ اور اپنی نگاہ خواہ مخواہ مت بند کر۔ تو اپنی نظر کو کام کرنے دے ؎

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

اسی طرح ایک اور نقش پر آج سے ۲۰۔۲۵ سال پہلے میں نے دعوت پڑھی تو اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل کھُلی آنکھوں سے متجلّی ہو گئے۔ اور یہ بڑی بات ہے۔

پس اے اعجاز حسین صاحب چُونکہ تمُ ابھی نیم پختہ ہو اس لیئے بغیر اذان کے اور بغیر قمْ باذنِ اللہ کہے بطورِ مشق کے نقش سامنے رکھ کر پڑھ سکتے ہو۔ تاثیر آپ کو چاہیئے سو تاثیر یُوں بھی جاری ہو جائے گی اور نتیجہ خیز ہو گی اور بس۔ والسلام

احقر ڈاکٹر نُور سروری

"عِلمُ العین"

بچشمِ باز یعنی بالکل آنکھوں کھُلی سے مشاہدات کرنے کے اُصول و قواعد اور اُن کی کلیدات

قارئین کرام! ہرچند کہ بالکل کھُلی اور عیاں آنکھوں سے دیکھنے کے چند اُصول اِس بندہ نے اپنی تصنیف ۳ "حق سُبحان" میں مندرج کر دیئے ہیں۔ تاہم بہت کچھ تصنیف ھٰذا سلسلہ تصنیف نمبر ۵ بنام "سُبحان اللہ" میں مرقوم کر رہا ہُوں۔ شاید کسی تشنہ لب یا مشتاقِ دید طالب کا بھلا ہو۔ اور اُسے اُس آبِ حیواں (آبِ حیات) کا راہ مل سکے جس کی تلاش میں اُس نے اپنی ساری عمر گنوائی ہو اور ابھی تک راہ نہ پا سکا ہو۔

اے میرے بھائی! یہ قحط الرجال کا زمانہ ہے۔ ناقص رہنما اپنی پیری، عزت و القابات میں مست ہیں۔ اور باقی دولت اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں۔ عارفانہ کلام کرنے والا آپ کو کوئی شاذ ہی ملے گا اور مرید صرف اور صرف اِسی بات پر تکیہ کیئے بیٹھے ہیں کہ

پُختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
اِس زمانے کی ہَوا رکھتی ہے ہر چیز کو خام

کوئی پیر اُن پر نظر کرے اور سارا معاملہ بغیر محنت و مشقت و شوق اُن پر آن کی آن میں کُھل جائے۔ پس پیر اور مُرید دونوں ہی نے اسرار و معارف، جذب و شوق اور نگاہِ باطنی پیدا کرنے سے گریز کا راستہ اختیار کیا ہُوا ہے۔ ایسے میں طالبانِ صادق اور اصلی معنوں میں حقیقت کو پانے والوں کا کیا بنے گا: یہ خُدا ہی بہتر جانتا ہے ؎

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

یعنی سکندرِ اعظم، خضرؑ کی رہنمائی میں آبِ حیات کی تلاش میں نکلا۔ لیکن راستے میں سکندرِ اعظم راستہ بھُول کر الگ تھلگ رہ گیا اور خضرؑ چشمۂ آبِ حیات پر پہنچ کر آبِ حیات پی گیا اور سکندرِ اعظم محرُوم رہ گیا۔

مطلب یہ کہ تو سہارا ڈھونڈھتا ہے۔ بے شک تو سہارا ڈھونڈھ۔ پھر یا تو تیرا سہارا کام کر جائے یا تُو خود اپنے پاؤں چل کر راستہ طے کرلے۔ اِس کے بعد اگر نہ تجھے خدا رسیدہ سہارا ملے اور نہ ہی تو خود چلے تو ظاہر ہے تیری منزل کھوٹی ہو جائے گی ؎

نگہہ پیدا کر اے غافل کہ بہتر زندگانی ہے

تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام

مَیں تجھے ایسے آبِ حیواں (آبِ حیات) کی طرف دلالت کرتا ہوں جس کی طلب میں سینکڑوں سکندروں نے جانیں گنوائیں مگر نصیب نہ ہُوا۔ تونے اگر میری بات کو سمجھ لیا۔ اور پھر اُس پر عمل بھی کیا تو گھر بیٹھے تو اُس چیز کو پالے گا جس کی طلب میں ہزاروں قافلے گردِ راہ ہوگئے پھر بھی وُہ چیز نہ پا سکے۔ یہ غیب کا، باطن کا، باطنی منازل کا راستہ ہے۔ بظاہر یہ ظاہری پاؤں سے طے نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آمدم بر سرِ مطلب۔ ظاہری راستے کے لئے ظاہری پاؤں درکار ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح

ظاہری نظاروں کے لئے ظاہری نظر اور باطنی نظاروں کے لئے باطنی نظر درکار ہے۔ اور باطنی نظر کیسے پیدا ہوتی ہے۔ یہی بات اس تصنیف کا ماحصل ہے۔

نیز یاد رہے کہ ذکر، فکر، ورد و وظائف کے راستہ پر آپکو سب لوگ لگائیں گے۔ لیکن نظر پیدا کرنے، باطنی پرواز، علم العین کے راستہ پر آپ کو کوئی کوئی خال خال ہی لگائے گا۔ اس لئے اِس راستہ کے بتانے میں ذاتی تجربات۔ دیدہ مشاہدات نہایت ضروری ہیں

پس اپنی عمر کا سارا حصّہ پہلے مَیں خود اس پر چلا۔ اور اِس چیز کو اپنے تصرّف میں لایا۔ ہر راستہ پہلے خود اپنی باطنی وظاہری نگہ سے چلا۔ اب آخری عمر میں ہر بات کا امتحان کرکے پھر اس علم کو آپ کے سامنے لایا۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈھ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

نکتہ: اس نفس مضمون میں ہمارا موضوع سخن ہے ظاہری آنکھوں سے کس طرح دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیئے ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ آپ میں بند آنکھوں سے دیکھنے کی بھی اہلیت موجود ہو۔

اور بند آنکھوں سے کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ میں پہلے بھی بیان کر آیا ہوں۔ کچھ آئندہ بھی بیان کرتا جاؤں گا۔

پہلے ذرا باطنی طور پر دیکھنے کے مسلّمہ اُصول کو سمجھ لیجئے تاکہ آگے کی بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

وُہ یہ کہ یہ رُوحانیت ومشاہدات و باطنی نگاہ پیدا کرنے کا مسلّمہ اُصول ہے کہ جب تک انسان کے ظاہری حواسِ خمسہ بند نہ ہو جائیں باطنی حواسِ خمسہ ہرگز نہیں کُھلتے اور جبتک باطنی حواسِ خمسہ نہ کُھلیں باطنی مشاہدات ہرگز نہیں ہوتے۔ اور جب کوئی باطنی حواس کو کھولنا جان جائے تو پھر ظاہری آنکھ سے دیکھنے کا نمبر آتا ہے۔

نکتہ ۲: جب تک آپ استغراق کو نہ پالیں تو اس وقت تک نہ ظاہری حواسِ خمسہ بند ہوتے ہیں اور نہ ہی باطنی حواسِ خمسہ کُھلتے ہیں۔ پس ان دونوں کی کلید استغراق ہے یہ بعد کا مسئلہ ہے کہ استغراقِ عام و استغراقِ تام میں کیا فرق ہوتا ہے

لطفِ کلام کیا، جو نہ ہو دل میں دردِ عشق!
بسمل نہیں ہے تُو، تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

نکتہ نمبر ۳: اور استغراق بامعنی اُس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک زاویۂ نگاہ قائم نہ کیا جائے اس کا مکمل طریق کار میں اپنی سلسلۂ تصنیف "سیف الرحمٰن" میں مکمل طور پر بیان کر چکا ہُوں۔ وہاں سے ملاحظہ فرمالیں!

گویا زاویۂ نگاہ قائم کرنا حواسِ خمسہ ظاہری کے بند کرنے اور حواسِ خمسہ باطنی کے کھولنے اور استغراق کے حصُول کی واحد کلید ہے۔

اب تک جو کچھ مَیں تمہیداً بیان کر چکا ہُوں یہ سب کچھ بند آنکھوں سے دیکھنے کے مسلمہ اصُول ہیں۔ ان کے کرنے کا آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ ایک تو آپ باطن میں آنے جانے کے اصولوں سے واقف ہو جائیں گے۔ دوسرا یہ فائدہ ہو گا کہ آپ کو خمسہ حواسِ ظاہر اور خمسہ حواسِ باطن، استغراق اور زاویۂ نگاہ پر کنٹرول حاصل ہو جائے گا۔ نتیجہ کے طور پر آپ بذاتِ خود باطنی دُنیا میں آنے جانے کے بارے میں خود کفیل ہو جائیں گے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ انتظار کا بارِ گراں آپ کی گردن سے اُتر جائے گا۔

یعنی اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ:

دِل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار ❊ جب ذرا گردن جُھکائی دیکھ لی

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سُخن عینِ حیات
ہو نہ روشن تو سُخن مرگِ دوام اے ساقی

پس جب آپ کی آنکھ میں اس قدر بے تکلفی آ جائے تو سمجھ لیجئے کہ اب آپ کی نگاہ تیز کا شہسوار، کھلی آنکھ کی فضا میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو چکا ہے۔

کھلی آنکھ سے مشاہدہ کا مُسلّمہ اُصُول

اے رہروِ منزلِ حقیقت! اس بات کو اچھی طرح خوب خوب جان جایئے کہ بند آنکھ سے مشاہدہ اور کھلی آنکھ سے مشاہدہ میں دو یا تین اجزاء مشترک بلکہ لازم و ملزوم ہیں۔

(۱) استغراق (۲) زاویۂ نگاہ

یعنی بند آنکھوں سے استغراق اور زاویۂ نگاہ (خیال سے) کے متعلق سب کچھ تصنیف "سیف الرحمٰن" میں بتایا جا چکا ہے۔

نکتہ ۴ یعنی ظاہری کھلی آنکھ سے دیکھنے، مشاہدہ کرنے کا مُسلّمہ اُصُول یہ ہے کہ جس کسی نے کھلی آنکھ سے استغراق حاصل کرنا جان لیا اور زاویۂ نگاہ بھی قائم کرنا سیکھ لیا۔ بے شک وہ کھلی آنکھ سے مشاہدہ کرنے پر قادر ہو گیا۔ اور کھلی آنکھ سے استغراق کیسے حاصل کیا جاتا ہے اور زاویۂ نگاہ کیونکر قائم کیا جاتا ہے یہی اس مضمون کا ماحصل ہے۔

مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جنکو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کھلی آنکھوں سے استغراق کیسے پیدا کیا جائے۔ سو اس کے لئے آپ یوں کیجئے کہ ایک سفید کاغذ پر سیاہ یا سرخ سیاہی سے موٹا اسم اللہ ذات لکھ لیجئے اور دوسرے کاغذ پر سبز رنگ میں اسم محمد لکھ لیجئے۔

رات کو اگر بجلی ہے تو بلب روشن کریجئے۔ اگر بجلی نہیں تو لالٹین یا دیا کاغذ کے پاس رکھ لیجئے یوں کہ اسم پر مکمل روشنی پڑے اور نظروں کو اسم پر خوب گاڑھ کر دیکھئے آنکھیں کم کم جھپکیں۔

پس جب آپ کی مشق کافی عروج پر جائیگی تو اسم کے بالکل ساتھ ساتھ ایک الگ رنگ کی جھلک پیدا ہو جائے گی۔ اور زیادہ محو ہو جاؤ گے تو اسم آپ کو ہلتا ہوا محسوس ہوگا اور اسم کے اردگرد کی روشنی کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔ حتیٰ کہ آخرکار کسی روز سارا کمرہ روشنی سے پُر اور مملو آپ کو دکھائی دیگا۔ اور یہ روشنی یا بالکل سفید ہوگی یا سُرخی مائل ہوگی یا سبزی مائل ہوگی اگر ایسا ہوتا چلا گیا درجہ بدرجہ تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کی نظر ٹھیک سمت جا رہی ہے۔ اور عمل بھی جاری ہوتا جا رہا ہے۔ اگر آپ کو ان میں سے کوئی چیز بھی محسوس نہ ہو تو اپنی نظر کے لگانے پر دوبارہ نظر ثانی کیجئے۔

بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

نکتہ ۵ : میں نے عرض کیا ہے کہ آپ اپنی نظر پر دوبارہ نظرثانی کیجئے۔ مثلاً آپ اپنی آنکھوں کو مکمل طور پر کھول لیجئے اور اسم پر نظر کو جما کر یوں دیکھئے جیسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ یا آنکھیں تاڑ تاڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ اگر یوں نہ دیکھو گے تو کوئی اثر مرتب نہ ہوگا۔ نیز آنکھیں گاڑھ کر آنکھوں کی پلکوں کو کم کم جھپکئے۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ :

نظارے کو تو جنبشِ مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

مثلاً آپ کا اگر کسی جنگل سے گزر ہو تو اگر آپ کے سامنے کوئی شیر آجائے تو جب آپ کی شیر کی آنکھوں سے آنکھیں چار ہوں گی تو شیر کی آنکھوں کی جلالت، رُعب، تیزی سے آپ مسحور ہو کر اپنی آنکھوں کو جھپکنا تک بھول جائیں گے یا مثلاً آپ کا کسی جنگل میں سانپ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ سانپ چونکہ تیز دیکھتا ہے اور پلکیں نہیں جھپکتا تو بھی آپ اپنی پلکیں جھپکنا بھول جائیں گے۔ بہر حال یہ مثال دی ہے اسمیں خوف کا شائبہ بھی ہوتا ہے۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ دیکھنے میں آپ کی محویت کمال درجہ ہونی چاہیئے تاکہ تاثیر سو فیصد مرتب ہو سکے۔

نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ آسماں کیلئے
جہاں ہیں تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے

فائدہ: جن اصحاب کو آنکھیں بند کر کے استغراق کا ملکہ پیدا نہ ہو سکے۔ یا وُہ حواسِ خمسہ ظاہری کو بذریعہ استغراق بند کرنے پر قادر نہ ہو سکے اُن کیلئے یہ کُھلی آنکھوں سے اسم اللہ ذات اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر جمانا بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ظاہری آنکھ کا معاملہ ہے۔ اس لیئے مُبتدی حضرات اسے بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں۔ چونکہ اس میں اُن کو کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی۔ اور تاثیر بھی جلد جلد مرتب ہو جاتی ہے۔ پس ایسے مُبتدی حضرات کو میرا یہی مشورہ ہے جو بند آنکھوں سے بذریعہ استغراق فائدہ حاصل نہ کر سکے وُہ کُھلی آنکھوں سے مشق شروع کر دیں تو جلد کامیاب ہو سکتے ہیں۔ گو ایسے مُبتدی حضرات کو ظاہری کُھلی آنکھوں سے ہر وقت تو کچھ نہ نظر آئے گا چونکہ وُہ ابھی مُبتدی ہیں تاہم تاثیر تو چند روز میں ہی اُن کو شروع ہو جائیگی اور وُہ خواب میں اچھے اچھے نظارے کر سکتے ہیں۔ روحانی مجلسیں نصیب ہو سکتی ہیں۔ اور پھر رُوحانی مجلسوں سے اُن کی باطنی رہنمائی شروع ہو سکتی ہے اور اُن کی نظر اور اسم دونوں میں تاثیر ہونا شروع ہو سکتی ہے۔

ہے ذوقِ تجلّی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

"کھلی آنکھوں کیلئے چند دیگر قواعد"

حال: رُوحانی اور وجدانی کیفیات میں ایک حال ہوتا ہے جیسے کہ ظاہر میں قال ہوتا ہے۔ سو گفتگو، تحریر، تصانیف، علم یہ سب کچھ قال کے زُمرے میں آتا ہے لیکن حال ایسی تاثیر کو کہتے ہیں جو کہ انسان کے باطنی وظاہری دونوں قسم کے قویٰ پر رُونما ہوتی ہے۔ اِس سے انسان پر وجدانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اِس سے اُس کے دل، رُوح، دماغ، ذہن، خیال، تصوّر، تفکّر میں صفائی، تاثیر اور جلا پیدا ہوتی ہے۔

پس حال کی تاثیر کی وجہ سے اُس کی آنکھ کی پُتلی اکثر جم کر آنکھوں کے درمیان زیادہ دیر تک ٹھہری رہتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم بہت جلد جلد پلکیں جھپکتے ہیں۔ لیکن اہلِ حال لوگوں کی پلکوں کو جھپکنے کا وقفہ ہم سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بھی نظر کی کُشادگی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ نیز دُنیا کی ہر چیز کائنات کی ہر چیز کو نظر جما کر دیکھنا (معاف کیجئے گا عورتوں کیطرف نہیں) بلکہ کائنات۔ درخت۔ شجر۔ حجر۔ برگ حتیٰ کہ عامِ معمولاتِ زندگی

کچھ اَور چیز ہے شاید تری مُسلمانی
تری نگاہ میں ایک ؐ فقر و رہبانی

یں بھی اُس کی نظر اکثر جَم کر آنکھ کی پُتلی آنکھوں کے درمیان ٹھہری رہتی ہے۔

فائدہ نظر کو جما کر ہر وقت دیکھنے سے ایک بہت فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تمام کائنات حسین سے حسین تر نظر آتی ہے۔ بخلاف اِس کے عام نظر سے دیکھنے سے دنیا کی ہر چیز خشک اور بے کیف دکھائی دیتی ہے۔ نظر جما کر دیکھنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ غم اُس کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا۔ اس کا دل سرور اور نُور سے ہر وقت معمور رہتا ہے

امثال: یہ مثالیں میں اسی لیئے احاطۂ تحریر میں لا رہا ہوں کہ اِن سے آپ کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ حاشا وکلاّ یہ خودستائی نہیں ہے مثلاً

بچپن میں میری یہ قدرتی و فطرتی عادت تھی کہ روشن چیزوں پر میری نظر بلا ارادہ ایسی ٹھہرتی کہ ہلکنے کا نام نہ لیا کرتی تھی۔ میرے عزیز رازداں روشن اختر رشک صاحب کے پاس صرف ایک مٹی کا دیا ہوتا تھا۔ وُہ اس میں ایک پیسے کا سرسوں کا تیل روزانہ ڈلواتا اور ہماری مجلس گرم ہو جاتی۔ اور میری نظر اس دیئے کی لَو پر ایسی

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر!
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات

جمتی کہ ہلنے کا نام نہ لیتی۔ اُس زمانے میں ایک پیسے کا تیل ڈیڑھ دو گھنٹے میں ختم ہو جاتا۔ اور دیا پہلے ٹمٹماتا پھر بجھ جاتا اور میں یہ شعر پڑھتا ؎

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

لیکن پھر اندھیرے میں ہی باتیں جاری رہتیں۔ چونکہ ہم لوگ نظر سے کام لینا جانتے تھے اس لیئے ساتھ ساتھ گفتگو بھی جاری رہتی اور مشاھداتِ غیبی بھی جاری رہتے۔ پس ان مشاھدات کی روشنی چکا چوند اندھیرے میں بھی روشنی کر دیتی۔ اور ہمارے لیئے اندھیرا اور اُجالا برابر ہو جاتا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک رات ہم ایک کنوئیں کے چبوترے کے نزدیک چبوترے سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ دو ساتھی تو آپس میں محوِ گفتگو تھے اور میں چودھویں کے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ میری نظر اس قدر شدت سے چاند پر مرکوز ہوئی کہ یکدم چاندنی زمین پر اُتر آئی یوں کہ جیسے فلیش لائٹ کسی پر ڈالی جائے میرے اردگرد کا ماحول نہایت تیز روشنی سے چکا چوند روشن تر ہو گیا۔ پس میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یوں ہمہ تن مصروف ہو کر دیکھنا چاہیئے۔ پھر وہ عمل بھی جاری ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات اسم پر نظر گاڑتے وقت آپکے پیشِ نظر رہنی چاہیئے۔

گر کسی سینۂ پُرسوز میں خلوت کی تلاش
تو ہُوا فاش تو ہیں اب مرے اسرار بھی فاش

مثلاً: پاکستان بنے ہوئے ابھی تقریباً ۲ سال ہی گزرے تھے کہ جلالپور بھٹیاں ہذا میں مَیں نے ایک بڑا چارٹ بنایا۔ جس کے درمیان میں اسم محمّد موٹے حروف میں لکھا۔ اور تمام چارٹ پر اسم کے ارد گرد تمام اولیاء کرام کے اسم لکھ دیئے پس رات کو اس چارٹ کو زمین پر یا کسی تپائی پر بچھا کر پاس لالٹین رکھ دی اور اسم محمّد پر خوب ڈُب نظر جما کر بہت دبی زبان سے سُورۂ یٰسین پڑھنا شروع کر دیتا۔ جس غرض سے سُورۂ یٰسین میں نے شروع کی تھی وُہ شاید بھُول گیا لیکن ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہُوا کہ مُجھ پر ظاہری کھُلی آنکھوں سے تجلیات کا نزول شروع ہو گیا۔ یہ تجلیات دن کو، رات کو ہر وقت ہر گھڑی ہر آن ہر حالت میں جاری رہتیں۔ وقفہ وقفہ سے تجلیات کا نزول ہوتا رہتا۔

مثلاً: اس سے مزید ایک بات یہ ہوئی کہ جب میں لیٹتا۔ اُوپر لحاف ہوتی۔ کمرہ بند ہوتا۔ آنکھیں کھُلی ہوتیں تو بعض اوقات ایسا ہوتا کہ نہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا رہتا۔ نہ لحاف رہتی۔ نہ چھت رہتی بلکہ کھُلے آسمان پر ستارے ہی ستارے چمکتے نظر آتے۔

کبھی ایسا ہوتا کہ اُوپر لحاف ہے۔ لیکن پھر بھی کمرے کی ہر چیز صاف صاف نظر آنے لگتی۔ کھڑکیاں۔ دروازے۔ سامان ہر ایک چیز الگ الگ امتیاز کے ساتھ نظر آنے لگتی حالانکہ کمرے میں اندھیرا

موت ہے عیش جاوداں ذوق طلب اگر نہ ہو
گردش آدمی ہے اور گردش جام اور ہے

ہوتا ہے اور مُنہ لحاف کے اندر ہوتا۔ البتہ آنکھیں کھُلی ہوتیں۔

نکتہ ۶: دیکھئے میرے بھائی! کسی کے مشاہدات کا آپ کو یا مُبتدی حضرات کو کیا فائدہ جب تک کہ وُہ راز آپ کو حاصل کرنے کے گرُ نہ آجائیں اور وُہ ہر چیز آپ کے اپنے اختیار میں نہ آجائے۔ اور یہ تصانیف تو محض آپ کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے لکھی گئی ہے لوگ اِن رازوں کو نہیں بتایا کرتے۔ اِس لئے وقت ہے آپ کو جو کچھ میں درجہ بدرجہ عرض کر رہا ہُوں۔ سب کو بڑی اچھی طرح سمجھ لیں۔ ذہن نشین کریں۔ اور مکمّل طور پر اپنے دل میں بٹھالیں۔ آپ کا بھلا ہو گا۔ بس :۔

ماحصل چشم باز (کلّہم مضمون ہذا)

پس پیچھے بیان کردہ سارے مضمون بمتعلقہ چشم باز کا ماحصل نتیجہ۔ اصُول۔ قاعدہ یہ ہے جو کہ فطرت نے خود بخود متعیّن کر دیا ہے۔ اور تجربات نے جس کی مکمّل تصدیق کر دی ہے:

کہ چشم تنگ شاید کثرتِ نظّارہ سے وا ہو

(۱) ۔ اپنی نظر کو اِسم پر جمایئے ۔
(۲) ۔ صرف جمایئے نہیں بلکہ مکمل آنکھ کھول کر خوب جما کر اِسم پر دیکھئے ۔
(۳) ۔ خوب جما کر ہی نہیں بلکہ آنکھیں پُوری شدّت سے پھاڑ پھاڑ کر اسم پر جمایئے ۔ تب تاثیر پیدا ہوگی دگرنہ نہیں ۔
(۴) ۔ آنکھوں کی پلکیں کم کم جھپکائیں ۔ وقفہ وقفہ سے ۔
(۵) ۔ کائنات کی ہر چیز کو نظر جما کر دیکھئے (اسمیں عورت شامل نہیں) ۔
(۶) ۔ نظر جما کر دیکھنے سے کائنات کی چیز شجر ۔ حجر ۔ برگ ۔ زمین و آسمان اور اُس کے درمیان کی ہر چیز خوشنما ہو جاتی ہے ۔
(۷) ۔ نگاہ جما کر اسم میں بھی اور ہر چیز میں بھی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے
(۸) ۔ وُہ استغراق جو آنکھیں بند کر کے حاصل کیا جاتا ہے ۔ اگر آپ وُہی استغراق آنکھیں کھول کر حاصل کرنا سیکھ لیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ کھُلی آنکھ سے مشاہدہ کرنے میں کامیاب ہوگئے دگرنہ نہیں ۔
(۹) ۔ اِسم پر نظر مرکوز کرنے سے کھُلی آنکھوں سے تجلّیات کا نزول تو بہت جلد شروع ہو جاتا ہے ۔
(۱۰) ۔ جس نے نظر جما کر دیکھنا شروع کر دیا گویا اُس کی منزل بلا محنت طے ہونے لگی ۔
(۱۱) ۔ ؎ "ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں"

حیات آغاز و انتہا ہے
اور آئینے کے گھر میں کیا ہے

سوال : ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ کھلی آنکھوں کی مشق رات کو کرنی چاہیئے یا کہ دن کو بھی کر سکتے ہیں۔

جواب : عرض یہ ہے کہ کھلی آنکھوں سے اسم پر مشق تو رات کو ہی بہتر رہتی ہے۔ لالٹین، دیئے، یا بلب کی روشنی میں اسم پر نظر کو جما سکتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر آپ چاہیں اور کر سکتے ہوں تو دن کو بھی کر سکتے ہیں۔

لیکن کائنات کی ہر چیز پر نظر مرکوز کر کے دیکھنا تو آپ دن کو ہی کر سکتے ہیں۔ در اصل کائنات کا بغور نظری مطالعہ کرنا تو ہر انسان کے لیئے ضروری ہے۔ ان میں سے جو مزید گہرائی میں جا کر دیکھتے ہیں وہ یقیناً کچھ نہ کچھ پا لیتے ہیں۔ دُنیا میں وُہی انسان کامیاب و کامران ہوتا ہے جو ایک چیز کو پکڑے پھر اُسے انتہا تک پہنچا کر دم لے۔ میری اپنی طبیعت تو یہ ہے کہ میں اوّل اوّل جلد جلد کوئی کام شروع نہیں کرتا لیکن جب کبھی کام کو شروع کر دیتا ہُوں تو پھر اُسے مکمل طور پر سرانجام پا جانے تک ہرگز نہیں چھوڑتا۔ بس آپ کو بھی یہی چاہیئے کہ کسی کام کو درمیان میں مت چھوڑیئے۔ اسی میں کامیابی و کامرانی کا راز مضمر ہے۔ اور بس۔

طبِّ جسمانی و طبِّ رُوحانی

سے

آپ اپنا علاج خُود کیجئے

قارئینِ کرام!

میرا دل اِس طرف ہرگز مائل نہ تھا کہ مَیں اِس رُوحانیت کی تصنیف میں کچھ طبّی علاج کو بھی شامل کروں لیکن فی زمانہ بہت لمبی چوڑی فیسوں کی وجہ سے اور کچھ ادویہ کی مہنگائی کی وجہ سے عام لوگوں کو اپنا علاج کروانا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ مَیں نے زندگی میں کبھی کسی مریض سے دیکھنے کی فیس نہیں لی۔ آج کل تو علاج شروع کرنے سے پیشتر ہی صرف ٹیسٹنگ پر ہر مریض کے ۸ صد روپیہ سے لے کر ایک ہزار روپیہ تک صَرف ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر، حکیم کی فیس اِس کے علاوہ۔ دواؤں کے پیسے بھی اِس کے علاوہ ہیں۔ پس ایسے میں متوسط طبقہ اور غریب طبقہ بیچارہ پس کے رہ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مَیں یہاں مشکل نسخے نہ لکھوں گا۔ جن کی ترکیب تیاری مشکل ہو۔ صرف ایسے آسان نسخے لکھونگا جو آپ گھر پر آسانی سے کر سکیں۔ نیز صرف چند ایک ایسی امراض کا علاج درج کروں گا جو کثرت سے عام ہوتی ہیں۔ اور جن کا علاج آپ خود اپنے گھر پر ہی آسانی سے کر سکیں۔ پہلے چند ادویہ پھر علاج تحریر کیا جائے گا۔

تسکین:

اجزاء: سفوف سنگ جراح
دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دودھیا ڈلی دار دوسرا سفوف کی شکل میں پسا ہوا۔ آپ سفوف لیں۔ ۴۰ کلو کا تھیلہ ۸۰ روپے میں۔ پرچون ۳ تا ۵ روپے فی کلو۔ مقدار خوراک ایک چمچی چائے فل بھر کر۔ بچوں کو نصف چمچی۔ قبل از غذا۔

فوائد: خواہ منہ میں ڈال کر خواہ پانی میں حل کر کے دن میں ۳ تا ۵ مرتبہ نہایت بے ضرر ہے ایک ماہ کا بچہ بھی لے سکتا ہے۔ چکر۔ سانس پھولنا دل گھٹنا۔ شدتِ پیاس۔ نکسیر۔ خونی اسہال۔ سادہ اسہال (دست)۔ قے غثیان۔ کثرتِ حیض۔ سیلان۔ جریان۔ اسقاطِ حمل۔ حیض دورانِ حمل۔ گندم کاٹنے والے اگر ۳: ۴ مرتبہ دن کو لیں تو پیاس، سانس پھولنا اور چکر نہیں آتے۔ جسم کے آبلوں پر بطورِ پوڈر دھوڑیئے۔ مذکورہ تمام امراض میں اکیلی ہی یا دوسری دواؤں کے ہمراہ دی جاتی ہے۔

نوٹ: جوڑوں کے درد میں نہ دیں۔

اسہال (دست):

اجزاء: صرف رال پیس کر رکھ لیں۔ خوراک ۲ تا ۵ ماشہ ہمراہ آبِ سادہ دن میں ۳ تا ۵ مرتبہ۔ بچوں کو نصف تسکین ۵ تولہ کو پانی میں حل کر لیں اس سے یہ پڑیاں لیتے جاویں۔

پیچش (زحیری):

آک کی جڑ کا چھلکا اتار کر خشک کر لیں۔ اگر تازہ ہے تو مقدار خوراک ۱ تا ۲ رتی۔ اگر ایک سال پرانا ہے تو مقدار خوراک ۲ تا ۵ رتی۔ اگر ۲: ۳ سال پرانا ہے تو مقدار خوراک ۴ تا ۶ رتی۔ میں ۲: ۳ سال پرانا استعمال کرتا ہوں۔

فوائد: پیچش خونی مع آنووں۔ دمہ۔ پرانی کھانسی بچوں کو پرانا ۱ تا ۲ رتی ہمراہ آبِ تسکین۔ دن میں ۳ مرتبہ۔ نوٹ: پیچش میں پہلے ۲ ماشہ میگنیشیم سالٹ خشک ہی منہ میں ڈالکر اوپر سے پانی پلا دیں۔ پھر زحیری نصف گھنٹہ بعد پہلی خوراک دیکر ۳: ۴ گھنٹہ بعد دیں

سُعال (کھانسی ہر قسم): آرد ملٹھی ۱۵ تولہ۔ ست ملٹھی ۳ تولہ۔ شکر تیغال ۲ تولہ۔ الائچی کلاں ۲ تولہ۔ کاکڑا سینگی ۲ تولہ۔ گوند کیکر ۲ تولہ۔ گوند کتیرا ۲ تولہ۔ نشاستہ ۲ تولہ۔ مرچ سیاہ ۳ ماشہ۔ مصری کُوزہ یا کھانڈ ½ سیر۔ خوراک ۳ ماشہ۔ میٹھی ہے بغیر پانی کے دن میں ۳ تا ۸ مرتبہ بچوں کو نصف۔ کھانسی ہر قسم خشک و تر۔ کھانسی سِل و دق۔ کھانسی نئی و پرانی کے لیئے نہایت مفید ہے۔

نزلہ (الحابس): اجوائن خراسانی لے کر پیس لیں۔ مقدار خوراک ارتی بچوں کو ½ چاول (بچوں کے لئے احتیاط کریں)۔
نزلہ آبی۔ جریان۔ تے بغثیان۔ احتلام۔ سیلان میں مفید ہے۔ نیز یہ دوا ہر دوا کے ساتھ دینا اُس کے فعل کو کئی گنا بڑھا دیتی ہے یعنی عمل انگیز ہے۔ **نوٹ:** یہ دیسی اجوائن نہیں ہے۔

درد بخار ہر قسم ٹیبل پوڈر: سوڈیم سیلی سلیٹ ۱ ماشہ۔ اسپرین دانے دار ½ ماشہ سوڈا بائیکارب (میٹھا سوڈا) ۲ ماشہ۔ یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی دن میں ۳ مرتبہ۔ دردِ ہر قسم و بخار ہر قسم میں مفید ہے۔ گنٹھیا۔ دردِ اعصاب۔ دردِ سر۔ دردِ طمث۔ دردِ کمر۔ بخار ہر قسم میں مفید ہے۔

ضعفِ جگر (اکسیر سُرخ): ہیراکسیس ۵ تولہ۔ الحابس ۱ ماشہ پیس کر ملالیں اور ½ ۲ صدملی گرام کے خالی کیپسول لے کر بھرلیں۔
ایک کیپسول صبح ایک شام ہمراہ دُودھ۔ ضعفِ جگر۔ کمیٔ خُون۔ بُس۔ محافظِ حمل و حاملہ۔ شوگر۔ ضعفِ بدن۔ کمیٔ خون میں از حد مفید ہے۔ ہر مرض کے بعد کی کمزوری۔

نوٹ: دردوں میں نہ دیں۔

مفاصلین: مصبر ۳ ماشہ ۔ گوگل ۱ تولہ ۔ سنڈھ ۱ تولہ ۔ سورنجاں شیریں ۲ تولہ۔ الگ الگ کوٹ پیس کر گولیاں بقدر نخود بنالیں۔ دن میں ۲ یا ۳ مرتبہ ہمراہ دودھ بعداز غذا ۔ گنٹھیا یعنی جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔

اسہالین: زہر مہرہ ۔ حب الآس ۔ گوند کیکر ۔ کتھ سفید ۔ سنگ سماق انجبار ۔ کھڑیا مٹی ۔ ہر ایک ۱۰ تولہ ۔ گل دھاوا ۲ تولہ ۔ رال ۵ تولہ ۔ گیری ۱ تولہ ۔ الائچی خورد ۲۰ دانے کوٹ پیس لیں۔

خوراک: ۳ تا ۵ ماشہ ۔ بچوں کو نصف ہمراہ آب سادہ دن میں ۳ تا ۵ مرتبہ ۔ دست خواہ کیسے ہی ہوں کے لئے نہایت مفید ہے ۔ نیز سیلان الرحم ۔ جریان ۔ خون درحالتِ حمل کے یکساں بہت مفید ہے ۔

بواسیر: چھلکا ریٹھہ (کپڑے دھونے والا) موٹا موٹا رکھیں ۔ کوئلے کے انگارے پر نیم بریاں کریں ۔ کلیجی رنگ کا رہے سیاہ نہ ہو جائے ۔ جلدی جلدی کوئلوں سے اُتارتے جائیں ۔ پیس کر ہموزن سفید کتھ ملالیں ۔ خوراک: ۲ اُنگلی کی ایک چٹکی مکھن میں لپیٹ کر نہار مُنہ کھا لیا کریں ۔ دن میں ایک مرتبہ ۔ ہفتہ کھائیں پھر ہفتہ ناغہ پھر ایک ہفتہ کھائیں ۔ اِس سے آخر کار مسّے بھی ختم ہو جاتے ہیں ۔ بواسیر خونی دبادی دونوں کو مفید ہے ۔

دردِ سر کہنہ: ہریڑاں ۔ بہیڑہ ۔ آملہ ۔ ہموزن ۔ خوراک سفوف ۱ ماشہ تا ۳ ماشہ ۔ درد سر خواہ ۲۰ سال کا ہو اِس سے چلا جاتا ہے ۔ نیز مکدّر حواس ۔ چکر ۔ بینائی کو درست کرتی ہے ۔ لمبا عرصہ کھانے سے بال سیاہ رہتے ہیں ۔

نوٹ: یہ ہر انگلش دوا کے ردِ عمل کو درست کر دیتی ہے ۔

بچوں کیلئے بہترین ٹانک: ہیراکسیس ۶ ماشہ۔ نوشادر ۲ ماشہ۔ سوڈیم سیلی سلیٹ ۲ ماشہ سب کو ایک شیشی میں ڈال دیں پانی ۱ پاؤ کھانڈ ½ پاؤ بھی ساتھ ہی ڈال دیں۔ خوراک ایک چھوٹی چمچی چائے والی صبح وشام۔ بچوں کی ہر قسم کی کمزوری، عادتِ اسہال اور مولدِ خون ہے۔

خارش: ڈنڈا گندھک ۳ ماشہ۔ بورک ایسڈ ۴ ماشہ۔ تکین ۱ تولہ۔ تیل سرسوں ۵ تولہ۔ موم بتی ۴ ماشہ سب کو اکٹھا آگ پر چڑھا کر ۲۰ منٹ پکا لیں۔ اور جسم پر ملا کریں۔ خارش ہر قسم کو مفید ہے۔

دھدر، چنبل: اسپرین دانے دار ۱ تولہ کو ۱ تولہ ویزلین سادہ میں ملالیں۔ دھدر، چنبل کو نہایت مفید ہے۔

مرہم: سندھور ۵ تولہ۔ نیلا تھوتھہ ۲ ماشہ۔ تیل سرسوں ۱ پاؤ۔ سب کو باہم بڑے برتن میں ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جھاگ بہت پیدا ہو گی۔ برابر ہلاتے رہیں۔ نصف گھنٹہ بعد دوا سیاہ ہو جائے گی۔ پس ایک ایک قطرہ ٹھنڈی زمین پر ڈال کر دیکھتے جائیں۔ جب قطرہ گاڑھا ہو کر جم جائے تو ٹھیک ہے اُتار لیں۔ ہر قسم کے زخم کو مفید ہے۔

مالش درد: کپڑا دھونے والا سوڈا ½ پاؤ۔ نمک طعام ½ پاؤ۔ تیل میٹھا ½ پاؤ باہم ایک شیشی میں ڈال کر پانی ۱ پاؤ ڈال لو۔ ہلا کر درد والی جگہ کو چُپڑ دیا کریں۔ دن میں ۲ مرتبہ (مالش نہ کریں) تمام مروّجہ مالشوں سے آگے نکل جاتی ہے۔ درد دل کے لئے نہایت مفید ہے۔

نوٹ: ساری دوا حل نہ ہو گی۔ جب پانی ۵ تولہ رہ جائے اس میں ۳ چھٹانک پانی اور ½ پاؤ تیل اور ڈال دیں۔ جس وقت

تمام دوا حل ہو جائے تو مالش کر کے ختم کر دیں اور نئی مالش نئے اجزاء سے بنائیں۔

شربت صدر: پھل پختہ گولر اکلو۔ آملہ۔ تخم پالک۔ ملٹھی۔ عناب سوٹیاں۔ دارچینی ہر ایک ۵ تولہ۔ اسطوخودوس ۱ تولہ۔ سب کو موٹا دررڑ کر کے ۸ سیر پانی میں ۲ گھنٹہ بھگو کر پکائیں۔ پانی ۳ سیر رہ جائے تو مل چھان کر ۴ سیر کھانڈ ڈال کر شربت پکائیں ایک ایک چمچی دن میں ۲ : ۳ بار۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ نئی کھانسی ہر قسم۔ دق سل کی کھانسی۔ خون تھوکنا۔ پھیپھڑے کے زخم اور سرطان سوختہ کے ساتھ کینسر اور پھیپھڑے کے زخموں کو از حد مفید ہے۔

کینسر: سرطان نہری ایک یا ½ پاؤ کو نیچے اوپر ۵ سیر کوئلے دے کر اوپر ۲'۴ دہکتے کوئلے رکھ دیں ۱۲۔ گھنٹہ بعد آگ ٹھنڈی ہو جائے تو راکھ کو پھونکیں مار کر اڑا دیں اور سرطان سوختہ کو الگ کر کے پیس لیں۔ پس ½ ماشہ تا ۱ ماشہ صبح و شام ہمراہ شربت صدر مذکورہ کے دے دیا کریں تو ۶ ماہ میں کینسر۔ اندرونی زخم پھیپھڑے کے زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

شوگر: جامن کے پھل ایک کلو۔ کریلے کاٹ کر خشک کئے ہوئے اکلو۔ پھلی کیکر نیم پختہ اکلو۔ برگ نیم خشک ½ پاؤ۔ رسوت بعل ½ پاؤ۔ سب کو باہم کوٹ کر ملا لیں۔ خوراک ایک چمچی صبح ایک شام ہمراہ آب سادہ۔

بخار کہنہ: ست گلو۔ آئیس ہر ایک ۱ تولہ۔ کونین سلفاس۔ کافور۔ طباشیر دانہ الائچی کلاں۔ کشتہ ابرک۔ ست لیموں۔ ست پودینہ ست اجوائن ہر ایک ۳ ماشہ سب کو پیس کر مضبوط کارک والی شیشی میں بند کر دیں۔ بوقت ضرورت ½۲ صد ملی گرام کے کیپسول میں بند کر کے

صبح و شام ہمراہ دُودھ ۔ پُرانے بخاروں کو نہایت مُفید ہے ۔

نوٹ : کونین سلفاس نہ ملے تو ۳ ماشہ کلورو کین کی گولیاں ڈال لو ۔

اُمّ الصّبیان :

اونتھی کروکیٹا ۵ طاقت (ہومیو پیتھک دوا) ۳ : ۳ قطرے پانی میں ملاکر بوقت دورہ ۔ بیحد مفید ہے ۔ بخار کے وقت بچے کی آنکھ اُوپر جا لگتی ہے ۔ کبھی لب پھڑکتے ہیں ۔ کبھی مُنہ سے جھاگ بھی نکلتی ہے ۔ اِس مرض کو اُمّ الصبیان کہتے ہیں

دَوائے فالج :

عود بلسان ۔ حب بلسان ۔ تج ۔ دار فلفل ہر ایک ۶ ماشہ سورنجاں شیریں ۔ بوزیدان ۔ بیخ بابونہ مالکنگنی ہر ایک ۱ تولہ ۔ آملہ ۲ تولہ سب کو کوٹ پیس لیں ۔ خوراک ۳ ماشہ ہمراہ ماءالعسل (شہد ½ پاؤ پانی ۱½ سیر میں پکایا ہُوا) ۔ لقوہ ۔ فالج ۔ استرخا مذر ۔ ضعفِ اعصاب میں مفید ہے ۔

دَوائے اسگند :

اسگند ناگوری ۵ تولہ ۔ کوٹ پیس لیں ۔ خوراک ۳ تا ۵ ماشہ ۔ ہمراہ دُودھ یا حلوہ میں ۔

دردِ کمر ۔ ضعفِ اعصاب ۔ ضعفِ باہ ۔ زچگی میں مفید ہے ۔

سپرٹ امونیا ایرومیٹ :

ایک اونس لے کر کارک مضبوط لگا کر اِسے ہمیشہ گھر میں رکھیں چکّر سردرد یا بیہوشی میں سنگھائیں نیز اُمّ الصبیان و مرگی میں بھی سنگھائیں اور پیشانی پہ لگائیں ۔ ۵ ، ۵ قطرے اندر پلاتے جائیں ۔ پانی ۵ تولہ میں ملاکر دیں ۔ ہاضمہ ۔ چکّر ۔ غشی ۔ سردرد قے ۔ غثیان ۔ ضعفِ قلب ۔ کُندیٔ حواس میں پانی میں ملاکر دیا کریں ۔

نوٹ : حاملہ کو نہ دیں ۔ سِل کے مریض کو نہ دیں ۔

"العلاج بالادویہ"
والعلاج باسمِ اللہ تعالیٰ

صاحبان! نُسخے اور چیز ہوتے ہیں۔ لیکن علاج بالکل جُداگانہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ استعداد، موقع کی مناسبت۔ مفرد امراض۔ مرکب امراض میں حسب علامات ادویّہ تجویز کرنا ہوتی ہیں۔ پس جو شخص علاماتِ مرض اور علاماتِ ادویّہ کی ٹھیک ٹھیک صحیح تطبیق کر سکتا ہو وُہ علاج بھی درست کر سکتا ہے۔

مَیں نے ہر قسم کی اُدویّہ میں بڑی دُور تک ریسرچ کی ہے جس کا یہاں بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ تاہم ایک دو امراض کے علاج میں آپ کو بھی معلُوم ہو جائے گا۔ کہ تحقیقات کیا ہوتی ہے۔

مثلاً یہاں ایک لڑکی میعادی بخار میں مبتلا تھی گھر والے معالج کی ہدایت کے مطابق اُسے ہر چار گھنٹہ بعد ایک ایک کیپسول کلورومائی سی ٹین دیتے رہے ۹: ۱۱، ۲۱۔ ۳۱ غرضیکہ بخار کی میعاد کی سب تاریخیں گزر گئیں لیکن بُخار نہ اُترا۔ سب سے آخر میں مجھے بُلایا گیا۔ مَیں نے تشخیص کے بعد اُن سے کہا کہ ملازم کے ہاتھ سٹور سے ایک کیپسول CHLOROMYCITIN (کلورومائی سی ٹین) میرے پاس بھیج دو۔ وُہ کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب ہم تو چالیس روز سے ۴ کیپسول ہر روز کلورومائی سی ٹین کے دے رہے ہیں۔

دُنیا کے ہر کام میں استعداد کی ضرورت ہے،

آپ کا ایک کیپسول کیا کرے گا۔ مَیں نے کہا جہاں چالیس دن گزرے ہیں وہاں اکتالیسواں بھی گزر جانے دو۔ ذرا دیکھئے اور انتظار کیجئے کہ کیا ہوتا ہے۔ پس انہوں نے ایک کیپسول بھیج دیا۔ مَیں نے ایک کیپ سول کو کھول کر ۳ خالی کیپسولوں میں بھر دیا اور یُوں دیئے۔

میعادی بُخار، ٹیبل پوڈر ۳ خوراک۔ ایک کیپ سول ۳ کیپسول کرکے کلوروما ئی سٹین۔ پس ایک ایک کیپسول + ایک خوراک ٹیبل پوڈر دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ دودھ بخار ایک ہی روز میں اُتر گیا اور وُہ حیران رہ گئے۔

نکتہ، بہت عرصہ استعمال کے بعد مَیں نے کلوروما ئی سٹین کے بارے میں یہ بات نوٹ کی کہ اگر یہ ایک دو روز میں کام کر جائے تو کر جائے۔ ورنہ یہ اکثر کوئی امدادی دوا مانگتا ہے۔ تب کام کرتا ہے۔ سو تجرباتِ نے درست ثابت کر دیا۔ پس مذکورہ نسخہ کے ساتھ یہ مکمل کام کرتا ہے۔

علاج بمطابق علامات: فرض کرو میعادی بُخار کے ساتھ ملیریا بھی ہے تو یُوں کریں،

نسخہ، ٹیبل پوڈر ۳ خوراک۔ کلوروکین ۲ ٹیبلٹ۔ کلوروما ئی سٹین ½ کیپسول۔

ترکیب، ٹیبل پوڈر ایک خوراک + کلوروکین ٹیبلٹ، بخار چڑھنے کے

بخار خواہ میعادی ہو خواہ ملیریا۔ وقتی ہو یا موسمی، لازمی بخار ہو یا کہنہ ساتھ ہر علامت کا خیال رکھیئے

۲ گھنٹے قبل۔ یہی دوسری خوراک عین بخار چڑھتے وقت پھر تیسری خوراک ٹیبل پوڈر ۱ خوراک + ½ کلورومائی سٹین بخار کے اندر دیں

بخار + اسہال:

ٹیبل پوڈر ۲ خوراک + اسہالی یا اسہالین ۲ خوراک ہمراہ آب تسکین (تسکین ۶ ماشہ پانی میں حل کرکے) دن میں ۳ بار۔

بخار میعادی + ملیریا + کھانسی:

ٹیبل پوڈر ۳ خوراک۔ کلوروکین ۲ ٹیبلٹ + ½ حصہ کیپسول کلورومائی سی ٹین + سعالین پوڈر ۲ خوراک۔ بخار چڑھنے سے ۲ گھنٹہ قبل ٹیبل پوڈر + کلوروکین ایک ایک + سعالین (۔ بخار چڑھتے وقت پھر یہی۔ بخار کے اندر ٹیبل پوڈر ۱ + ½ کلورومائی سی ٹین + سعالین ۱ بخار کے اندر دیں ہمراہ دودھ

بخار + پیچش خونی + کھانسی + ملیریا + قے

علاج: سب سے پہلے صبح میگنیشیم سالٹ ۳ ماشہ منہ میں ڈال کر اوپر سے پانی پلا دیں۔ پھر نصف گھنٹہ بعد یہ دوائیں شروع کر دیں۔ ٹیبل پوڈر ۳ خوراک + زحیری ۳ خوراک + کلوروکین ۲ ٹیبلٹ + الحابس ۳ خوراک = ترکیب پہلی خوراک سب میں ایک ایک۔ دوسری خوراک بخار چڑھتے وقت

ایک ماہر معالج کی صفت یہ ہے کہ وہ مریض کی ہر علامت کا خیال رکھتا ہے اور دوا کی ہر علامت کا خیال رکھتا ہے۔

بھی دیں۔ تیسری خوراک میں کلوروکین کاٹ کر ½ کلوردمائی سی ٹین بخار کے اندر دیں۔

نکتہ: غرض جتنی علامات اُتنی دوائیں ملا کر دیا کریں۔ ۲۔ کلوروکین ہمیشہ بخار سے دو گھنٹہ قبل اور بخار چڑھتے وقت دیا کریں۔ ۳۔ کلوردمائی سی ٹین ہمیشہ بخار کے اندر دیں۔ ۴۔ باقی ادویہ ہر حال میں دیں۔ ۵۔ تسکین جتنی بھی مرضی ہو دن میں پلاتے جائیں کوئی حرج نہیں بلکہ فائدہ ہے۔

بخار + ہذیان: ٹیبل پوڈر ۳ خوراک دن میں ہمراہ آب تسکین ۳ مرتبہ (۲) پوٹاشیم بروماٹیڈ اڈرام + سپرٹ امونیا ایرومیٹک ایک ڈرام ایک پونڈ کی بوتل میں ڈال کر پانی سے بھر دیں۔ اس میں سے ایک ایک گھونٹ مزید تازہ پانی ½ پاؤ میں ملا کر دن میں ۴ مرتبہ دیں آب تسکین دن میں ۱۰ تا ۱۵ مرتبہ دیں۔ سر پہ روغن گل کی مالش کریں۔

بخار + درد: ٹیبل پوڈر ۳ خوراک + ۳ سیٹ پیراسیٹے مال + ½ ٹیبلٹ نوداجین۔ پس ایک ٹیبل پوڈر۔ ۱ پیراسٹے مال + ½ نوداجین یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ۳ خوراک دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ دودھ۔

بخار + گنٹھیا: ٹیبل پوڈر ۳ + نوداجین ۳ + فینائل بوٹے زون ۳ ان میں سے ایک ایک دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ دودھ

مرض مفرد کے لئے دوا مفرد
مرض مرکب کے لیئے دوا مرکب

گرم ۔ مالش درد سے جوڑوں کو چپُڑ دیا کریں ۔ ساتھ بخار نہ بھی ہو تو بھی یہی نسخہ دیں۔

نوٹ : درد میں تسکین نہ دیں۔

تپدق + سعال بلغم میں خون

(۱) اسپرین ۲ رتی ۔ تسکین ۲ ماشہ۔ کلوروما ئی سی ٹین ½ کیپ سول ۔ یہ ایک خوراک ہے ۔ ایسی دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ آب تسکین ۔ (۲) سعالین دن میں ۸ مرتبہ (۳) شربت صدر دن میں ۴ چمچی (۴) سرطان سوختہ ۱ ماشہ دن میں ۳ مرتبہ (۵) خون روکنے کے لئے کریازوٹ املیش دکریازوٹ ۵ قطرہ ۔ گوند کیکر ۳ ماشہ پانی ۵ تولہ شیشی میں تینوں ڈال کر خوب ۲ منٹ ہلائیں) یہ ایک خوراک ہے دن میں ۴ ، ۵ مرتبہ ۔ خون روکنے کے لئے مجرّب ہے ۔ (۶) سُرمہ سفید باریک پیس لیں ۔ ۴ رتی کیپ سول میں ۔ یہ ایک خوراک ہے دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ آب تسکین خون روکنے کے لیئے اکسیر ہے ۔ (۷) آب تسکین دن میں جتنا پی سکے نہایت مفید ہے ۔

زخم پھیپھڑہ (سل) کینسر

کھانسی ہو تو سعالین دن میں ۸ مرتبہ ۔ (۲) شربت صدر ایک ایک چمچی دن میں ۴ مرتبہ (۳) سرطان سوختہ

اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پہ رونق
وُہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

۱ماشہ دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ آبِ تسکین۔ (۴) تسکین ۵ماشہ دن میں ۴مرتبہ ہمراہ آب سادہ۔ یہ علاج اگر چھ ماہ تک جاری رکھا جائے۔ تو پھیپھڑے کے زخم اور کینسر (کسی بھی اعضاء کا) درست ہوجاتے ہیں۔
(۵) آبِ تسکین (تسکین ۵ تولہ پانی ½ سیر) دن میں جتنا مرضی پی سکے۔

نوٹ: تپدق۔ سل۔ کینسر تھوک خون آمیز میں سوڈا سیلی سلیٹ نہ دیں۔

بخار کہنہ در کہنہ ٹیبل پوڈر ۳ خوراک۔ کلوروکین ½ ٹیبلٹ۔ کلورومائی سی ٹین ایک کیپ سول کے ۲ کیپ سول بنالیں۔ ½ ٹیبلٹ کلوروکین + ۱ خوراک ٹیبل پوڈر صبح بخار تیز ہونے سے پیشتر باقی دو خوراکیں + ۲ کیپسول دوپہر اور شام ہمراہ دودھ۔ آبِ تسکین دن میں ۳ مرتبہ قبل از غذا۔

عزیزم کہنے لگے کہ چچا جان کلورومائی سی ٹین تو پہلے بھی میں نے بہت کھائے ہیں آپ کا نصف کیپسول کیا کرے گا۔ میں نے کہا ذرا تماشہ دیکھتے جاؤ کیا ہوتا ہے چنانچہ وُہ ۵ : ۷ روز بعد پھر آئے کہنے لگے زیادہ فائدہ تو نہیں ہے البتہ روپے میں سے آنہ۔ ۲ آنے فائدہ معلوم دیتا ہے۔ چنانچہ نسخہ یہ دیا گیا۔

نسخہ : ٹیبل پوڈر ۳ خوراک + ارتی فینیسٹن + ارتی کیفین۔ کلوروکین

ابنِ مریم ہُوا کرے کوئی!
میرے دُکھ کی دَوا کرے کوئی!

کیپسول ۳ کہنہ بخارین + ۲ کیپسول کے ایک ٹین سی مائی کلورو ۔ ٹیبلٹ ½

ترکیب: ٹیبل پوڈر ۱ مرکب ۔ کلوروکین ½ + بخارین ۱ کیپسول صبح
ٹیبل پوڈر مرکب ۱ + کلورومائی سی ٹین ½ کیپ سول + بخارین ۱ کیپسول دوپہر
اسی طرح یہی شام ہمراہ دُودھ ۔ اور کہا کہ ۲ دن دوا لو ۔ اور ایک دن وقفہ
ڈالو ۔ اسی طرح جاری رکھو۔

۱۰ روز بعد آئے تو خوش تھے کہ روپے میں سے ۴ آنے بخار اُتر چکا ہے ۔ ۱۲ آنے باقی ہے ۔ چنانچہ یہی نسخہ دوبارہ دیا گیا لیکن بتایا گیا کہ اب ۲ دن دُوا لیا کرو اور دو دن وقفہ ڈالا کرو ۔ ہفتہ عشرہ بعد پھر آئے تو اور بھی خوش تھے کہ بخار ۱۲ آنے اُتر چکا ہے صرف ۴ آنے باقی ہے۔

چنانچہ نسخہ وُہی ۔ وقفہ بھی وُہی ۔ اضافہ یہ کیا کہ ترپھلہ دونوں وقت روٹی سامنے رکھ کر ۳ انگلی کی ایک چٹکی پانی سے کھا کر اُوپر سے روٹی کھا لیا کریں ۔ ہفتہ بعد آئے تو بخار بالکل اتر چکا تھا طبیعت پُرسکون ہو چکی تھی

اب ۲ دن دوا ۳ دن وقفہ ۔ چند روز بعد ۲ دن دوا ۴ روز وقفہ ساتھ ترپھلہ ہر روز بلا وقفہ جاری رہا ۔ اور نئی دُوا ۔ اکسیر سُرخ ایک کیپ سول صبح ایک شام کھا کر اُوپر سے فوراً روٹی یہ بھی بلا وقفہ جاری رہا

قوّتِ مدافعت کو قائم رکھنے کیلئے دورانِ علاج تھوڑا وقفہ بھی ضروری ہے (امراضِ کہنہ میں)

۱۰ روز بعد ہفتہ میں ایک دن دوا ۔ ۶ دن وقفہ ۔ باقی ترچیلہ و اکسیرِ سُرخ ہر روز بلا وقفہ ۔ ۲۰ روز بعد دوا چھوڑ دی ۔ باقی دونوں مذکورہ جاری رہیں ۔

نکتہ: آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں نے اُن کی طبیعت کو دوا کا عادی نہیں ہونے دیا گو نسخہ بھی درست تھا ۔ لیکن اگر طبیعت عادی ہو جائے تو بڑی بڑی دوائیں بھی فیل ہو جاتی ہیں ۔ یہی اِس علاج کا ماحصل ہے ۔ اِسکے بعد عزیزم نے بڑی جانفشانی سے بیرونِ ملک سے زرِ مبادلہ حج منگوا کر دیا یوں ہمارا بھی حج ہو گیا ۔

دردِ کمر: ایک مریض نے دردِ کمر دُور کرنے کے لئے سارے سٹور کی ادویات ختم کر ڈالیں مگر دردِ کمر دُور نہ ہُوا ۔ آخر اسگند ناگوری ۵ ماشہ ۔ سوجی ۲ تولہ کو گھی میں بھُون کر چاشنی ڈالتے وقت اسگند سفوف ۵ ماشہ بھی ڈال دی ۔ اِس کا ناشتہ ہر روز اِسی طرح کرایا ہفتہ میں درد بالکل جاتا رہا ۔

اسہال (دست): رال سفوف ۵ ماشہ ۔ دن میں ۳ ، ۴ مرتبہ ہمراہ آبِ تسکین (۲) رال سفوف ۵ ماشہ ۔ ½ کیپسول ٹیرا مائی سین ہمراہ آب تسکین دن میں ۳ مرتبہ ۔

(۳) ۔ اسہالین ۴ ماشہ ۔ ½ کیپسول ٹیرا مائی سین ۔ دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ آبِ تسکین ۔ بچوں کو نصف خوراک تینوں نسخوں میں سے دیں ۔

ظاہر میں کوئی مرض نہیں دل میں درد ہے

لیکوریا و جریان: اسہال کے تینوں نسخے لیکوریا اور جریان کا بھی مکمل علاج ہیں۔

زحیر پیچش: پیچش خواہ خونی ہو یا سادہ برابر مفید ہے۔ آک کی جڑ کا چھلکا سفوف (ایک سال پرانا یا ۲ سال پرانا) ۴ رتی الحابس ½ رتی۔ ½ کیپ سول ٹیرامائی سین یہ ایک خوراک ہے۔ دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ آب تسکین۔

نوٹ: سب سے پہلے میگنیشیم سلفیٹ ۵ ماشہ منہ میں ڈال کر پانی پی لیں۔ نصف گھنٹہ بعد دوا شروع کر دیں۔

دردِ دل، دردِ گردہ: (۱) ٹنکچر مائیو سائس ۵ منم۔ ٹنکچر بیلاڈونا ۱منم۔ ٹنکچر کیمفر کو ۱۵ منم۔ سپرٹ امونیا ایروسیٹ ۲۰ منم۔ پانی ½ پاؤ یہ ایک خوراک ہے۔

(۲)۔ ہینگ خالص ۲ چنے کے دانہ برابر کیپ سول میں بند کرلیں پس دونوں مرضوں میں ۱ و ۲ ملا کر ہر گھنٹہ بعد دودھ کے ساتھ دیں۔ درد گردہ میں ساتھ ٹیبل پوڈر ۱ و ۲ کے ساتھ دے سکتے ہیں۔

دردِ طمث: ٹیبل پوڈر ہر ۳ گھنٹہ بعد دودھ میں گڑ اُبال کر دیں۔ پہلی خوراک سے درد دُور ہو جاتا ہے۔

وجع الفواد: ۲ چنے کے برابر ہینگ خالص ہمراہ دودھ گرم گڑ ڈال کر ہر ۳ گھنٹہ بعد دیں۔ معدے کے منہ کے درد کی سب سے بڑی دوا ہے۔

دردِ اعصاب: ٹیبل پوڈر ۱ + فیناسٹل بوٹے زون ۱ + ½ نودبجین

ہو گئے مضمحل قویٰ غالبؔ
اَب عناصر میں اعتدال کہاں

یہ ایک خوراک ہے۔ دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ دُودھ گرم بہت اعلیٰ ہے۔

ضعفِ جگر۔ ضعفِ بدن۔ شوگر: اکسیر سُرخ ۲ تولہ + الحابس ۴ رتی ملا کر کیپ سولوں میں بھر لیں۔ روٹی سامنے رکھ کر کیپ سول پانی سے کھا کر اُوپر سے روٹی شروع کر دیں۔ پہلے ہفتہ میں ۶ آنے فائدہ دُوسرے ہفتہ ۱۲ آنے تیسرے ہفتہ مکمل آرام۔ لیکن شوگر میں کئی ماہ تک شروع رکھیں۔ اکیلے شوگر میں ساتھ شوگر والا نسخہ بھی دیں۔

لقوہ۔ فالج۔ استرخاء۔ خدر: دَوائے فالج بقدر ۳، ۳ ماشہ دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ ماءالعسل (شہد ½ پاؤ پانی ½ سیر میں پکا ہوا) = (۲) کمپلا مین ٹیبلٹ دن میں ۳ مرتبہ (۳) کمپلا مین انجیکشن ایک ہر روز۔ یا
انیفا بال ٹیبلٹ صبح اعدد بعد از غذا ہمراہ دُودھ دیں اس کے ایک گھنٹہ بعد ایک ٹیبلٹ نیکو ٹینک ایسڈ (P.D.H کمپنی کی) پھر ۳ گھنٹہ بعد پھر یہی نیکو ٹینک ایسڈ کی ٹیبلٹ دیا کریں۔ ہر روز صبح انیفا بال باقی ۳ وقت نیکو ٹینک ایسڈ جاری رکھیں۔ مجرّب ہے۔ روغن زیتون اپاؤ۔ روغن لونگ ۲ ماشہ ملا کر ہر روز مالش کریں۔

ہیضہ: الحابس ½ رتی رال ۲ ماشہ ہمراہ آبِ تسکین ایک ایک گھنٹہ بعد اسہالین بقدر ۴ ماشہ ہمراہ آبِ تسکین گھنٹہ گھنٹہ بعد۔

فکرِ دُنیا میں سر کھپاتا ہوں
مَیں کہاں اور یہ وبال کہاں!

کیمفر کو ۱۵ منٹ ہر ۳ گھنٹہ بعد پانی میں حل کر کے دیں۔ آب تسکین ایک ایک گھونٹ عام پینے کے لئے۔ پودنہ سونف ہر ایک ۱ تولہ الائچی کلاں ۵ عدد الائچی خورد ۵ عدد نمک سیاہ ۱ ماشہ پانی ۲ سیر میں اُبال لیں۔ ایک ایک گھونٹ عام پینے کے لئے۔

نوٹ: پانی۔ جوشاندہ۔ آبِ تسکین ایک ایک گھونٹ ہی دیں تاکہ ہضم ہو۔

بچّوں کی پسلی چلنا۔ نمونیہ۔ ذات الجنب۔ بلغم فی الصّدر

شدید بخار: بچّوں کے دردِ سینہ و بلغم فی الصدر کی مشہور مرض ہے۔

(۱) ۶ ماہ کے بچّے کے لیئے: سوڈیم سیلی سیلیٹ ۴ رتی۔ اسپرین ۲ رتی۔ سوڈا بائیکارب ۴ رتی یہ ایک خوراک ہے ہمراہ چائے۔ دن میں ۳ مرتبہ

(۲)۔ شربتِ بنفشہ۔ گلیسرین۔ شہد ہر ایک ۲ تولہ باہم ملا کر دن رات چٹائیں

(۳)۔ میگنیشیم سلفیٹ ۶ ماشہ شیشی میں ڈال کر ۶ چمچی پانی ملا لیں۔ ایک ایک چمچی دن میں ۳ مرتبہ۔ جب بلغم و درد کم ہو جائے تو دن میں ۲ مرتبہ۔ بلغم اور کم ہو جائے تو دن میں ایک دفعہ۔ ٹھیک ہو جائے تو کبھی کبھی۔ یہ دوا ۳ بھی گھر میں ضرور رہنی چاہیئے۔ یہ گڑھتی

چشم کو چاہیئے ہر رنگ میں وَا ہو جانا

سے بھی زیادہ کام کرتی ہے۔ نہایت بے ضرر ہے۔ ایک دن کے بچے کو ۱/۸ قطرہ۔ ۲ دن کے بچے کو ۱/۲ قطرہ۔ ۱۵ دن کے بچے کو ایک قطرہ۔ ایک ماہ کے بچے کو ۲ قطرے۔ ۲ ماہ کے بچے کو ۴ قطرہ ۳ ماہ کے بچے کو ۱/۲ چمچی۔ ۴ ماہ کے بچے کو ۳/۴ چمچی۔ ۶ ماہ کے بچے کو ۱ چمچی۔

نوٹ: قارئین کرام نہ امراض کی کمی ہے۔ نہ نسخوں کی۔ بہرحال یہ آپ کے گھریلو علاج کے لیئے کافی ہے۔ والسلام

درد معدہ و گردہ و جگر و قلب:

پودینہ ۵ تولہ۔ سونف ۳ تولہ۔ اجوائن دیسی ۳ تولہ۔ سنڈھ ۱ تولہ مرچ سیاہ ۳ ماشہ۔ مگھاں ۶ ماشہ۔ نوشادر ٹھیکری ۱ تولہ۔ نمک سیاہ ۱ تولہ۔ نمک طعام ۵ ماشہ۔ ست پودینہ۔ ست اجوائن۔ مشک کافور ہر ایک ۱-۱ تولہ۔ سب کو کوٹ کر ست ملالیں۔ خوراک ۱ ماشہ تا ۳ ماشہ۔

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

طبِّ رُوحانی

تصوّرِ اسمِ اللہ برنگِ سبز و نیلے انوار:

اپنے جسم کے اندر ماؤف و متأثرہ اعضاء پر خیال سے سبز یا نیلے رنگ کے انوار میں اسمِ اللہ لکھتے جائیں۔ نیلے رنگ سے سبز رنگ بہتر ہے اور زیادہ فائدہ مند ہے۔

فوائد تمام گرمی و سوداوی امراض مثلاً ضعفِ جگر کمیٔ خون۔ کثرتِ استحاضہ۔ کثرتِ طمث۔ جریانِ خون۔ لیکوریا۔ گرمیٔ گردہ و مثانہ۔ تمام قسم کے بخار (ماسوا ملیریا کے) تمام قسم کے اندرونی زخم۔ کینسر۔ شدتِ پیاس۔ ضعفِ قلب و جگر و دماغ۔ چکر۔ سانس پھولنا میں مفید ہے۔

تصوّرِ اسمِ اللہ برنگِ سفید انوار:

تمام امراض خواہ وہ گرمی کی ہوں خواہ سردی کی میں یکساں مفید ہے۔

تصوّرِ اسمِ اللہ برنگِ زرد انوار:

کمزوریٔ اعصاب۔ فالج لقوہ۔ استرخاء۔ خدر۔ کمزوریٔ بدن

نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے
جو واں نہ کھنچ سکے سو وہ یاں آ کے دم ہوئے

پریشانی۔ خوف میں مفید ہے۔ خواہ کوئی مرض ہو۔ اِس سے صحتِ بدن جلد بر قرار ہوتی جاتی ہے۔ دماغ کے خفتہ خلیوں کے جگانے میں بہت مفید ہے۔

تصوّرِ اسمِ اللہ برنگِ سُرخ انوار

تمام سردی کی امراض۔ دردِ اعصاب۔ وجع المفاصل (گنٹھیا)۔ دردِ گردہ و سینہ و پھیپھڑہ۔ دردِ طمث و رحم۔ ہڈیوں کا درد۔ سردی کے بخار۔ نمونیہ میں مفید ہے۔ غرض ہر وہ مرض جو سردی سے پیدا ہو ہیں مفید ہے۔

نوٹ: ملیریا بخار چڑھنے سے پہلے تصوّرِ اسم سُرخ انوار میں کریں۔ جب سردی لگ چکنے کے بعد بخار تیز ہو جائے تو تصوّرِ اسم سبز رنگ کے انوار میں کریں!!

عرضِ صُورتِ احوال:

میرا طبِّ جسمانی و رُوحانی تحریر کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔ ایک صفحہ تمہیداً لکھ چکا تو پھر پھاڑ دیا۔ لیکن دوستوں

اِک زمانے سے ہے چاک گریباں میرا
تُو ہے ابھی ہوش میں، مرے جنوں کا قصور،

باطنی نگہ، مشاہدات اور الہام کا مِلکہ کیونکر پیدا ہوتا ہے!

قارئینِ کرام! جن خوش نصیبوں کا میری تینوں تصانیف (۱) سیفُ الرحمٰن (۲) اللہ جَلَّ شان (۳) حق سُبحان اور چوتھی تصنیف (۴) زارِ زعفران پڑھ کر یہ مِلکہ پیدا ہو چکا ہے۔ ان کو مُبارک ہو۔ یعنی جن دوستوں اور بیدار بختوں کا باطنی نگہہ۔ مشاہدات اور الہام پر کام رواں ہو چکا ہے وُہ انشاء اللہ عمرُ بھر کے لئے خاطِر جمع رکھیں۔ اگر وُہ ۱۵ منٹ تا نصف گھنٹہ ہر روز صبح و رات کو متوجہ ہوتے رہے تو بھی اُن کا تا فلہ زندگی بھر رواں دواں رہیگا۔ اور جو میرے بھائی ابھی تگ و دَو میں مصروف ہیں۔ دورانِ سفر ہیں۔ اور خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں کر سکے اُن کے لئے دوبارہ یاد دہانی کے طور پر واضح اشارات کے ساتھ یہ مضمون لکھا جا رہا ہے۔ تا کہ وُہ اِک رازِ دروں

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وَا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات

کے معمہ کو کہیں نہ کہیں سے پکڑ عقدہ کشائی کر سکیں۔
میرے قارئین میں اب تک بہت دوست ایسے پیدا ہو چکے ہیں کہ جنہوں نے میرے خیالات کو، میری بات کو، میرے مشاہدات کھولنے کے نکات کو بہت اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ اور اُن کے مشاہدات کھل بھی چکے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے بھائی بھی ہیں کہ جنکے بیس بیس سال سے پیر موجود ہیں۔ لیکن اُن کا باطنی معاملہ نہ کھل سکا۔ لیکن ان زیرِ نظر کتب کو پڑھ کر سمجھ کر، عمل کر کے صرف ہفتہ عشرہ کے اندر اندر مشاہدات باطنی بینائی۔ طیر سیر باطنی اور الہام کھل چکے ہیں اور جاری و رواں ہو چکے ہیں۔
لیکن جو ابھی ڈھونڈھ رہے ہیں اور جو مبتدی ہیں اور جن بھائیوں نے پہلے کبھی باطنی مشاہدات کا نام بھی نہیں سنا اُن کا بھی کچھ کرنا ہے۔ ع

کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وَا ہو

ایک میرے دوست اور کرم فرما ایسے بھی میرے پاس تشریف لائے کہ جو فرماتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے دیکھنا تو دُور کی بات

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صُوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست

ہے مَیں نے کبھی خواب تک نہیں دیکھا۔ نہ اچھا نہ بُرا۔ بلکہ مَیں سُن کے حیران ہُوا کہ آپ نے آج تک کوئی خواب بھی نہیں دیکھا۔ میرے عزیز و جب معاملہ یہاں تک ہو اور کیفیت یہ ہو تو ظاہر ہے کیا کچھ نہ کرنا پڑے گا۔ اور بہت سے مُبتدی ایسے آتے ہیں کہ جو کُند ذہن اور غبی ہوتے ہیں۔ اور بعض طالب ایسے ہوتے ہیں کہ وُہ ذہنی دُنیا سے ہی ناواقف ہوتے ہیں اور بعض سرور و نُور و کیف و وجدان سے ہی ناآشنا ہوتے ہیں اور علم الیقین و استغراق تو نام ہی ایک کیفیت کا ہے۔

نکتہ: پس کیفیت کو پانے کے لئے حال درکار ہے تا کہ قال۔ کیفیّت کو پانے کے لئے کیف کی ضرورت ہے۔ اور استغراق کو پانے کے لئے مستغرق ہونے کی ضرورت ہے اور مستغرق ہونا نام ہے محوّیت کا۔ بے خودی کا۔ یہ کیفیّات اگر آپ کو آتی ہیں۔ اِن کیفیات سے اگر آپ آشنا ہیں۔ اِن کیفیات کے تمام مرحلوں سے اگر آپ واقف ہیں تو مشاھدہ کھلنے میں دیر نہیں لگتی۔ یعنی باطنی آنکھ اور نظارے

فقیہہ شہر بھی رہبانیّت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگ دست بدست

پہلے ہی روز ہو سکتے ہیں اور تجلّیات کا نزول پہلے ہی روز شروع ہو سکتا ہے۔ اور پہلی نشست میں ہی ہو سکتا ہے اور اگر کوئی مذکورہ بالا کیفیات سے ناواقف ہے تو پھر ساری عمر میں بھی نہیں کھُل سکتا۔

نکتہ: پس نظر کا کھُلنا، مشاہدات کا جاری ہونا تجلّیات کا برپا ہونا۔ باطنی آنکھ کا کھُلنا ایک نکتہ میں بند ہے اور نکتہ جس نے کھول لیا سو کھول لیا۔ اور اس نکتہ کی کیفیت۔ حاجت، ضرورت میں نکتہ نمبرا میں بیان کر چکا ہوں کہ سرور، ذوق، کیف، وجدان کی کیفیّات سے آپ کو ضرور آشنا ہونا چاہیئے گو اِس کی آخری حدود اور آخری کلید تو میں بعد میں بیان کروں گا۔ ابھی یہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں تمہیداً بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ باطنی مشاہدات کی کیفیات سے واقف ہو جائیں ؎

مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح
دیکھ کے میری بیخودی' چلنے لگی ہوا کہ یوں

سو اِس شعر میں نہ گفتار کی بات ہے۔ نہ بول چال کی صرف کیفیت کی بات ہے۔ اور کیفیت صرف دیکھنے کی چیز ہے یا

گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی،
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست

محسوس کرنے کی۔ اگر آپ کو کسی خیال میں ڈوبنا۔ محو ہونا۔ گم ہونا۔ بے خود ہونا۔ مستغرق ہونا آتا ہے تو پھر پہلے ہی روز باطنی نگہہ بھی کھل سکتی ہے۔ میں مبتدی صاحبان کو ان کی ناکامی کی وجوہات بتا رہا ہوں۔

مثلاً ایک لڑکا میرے پاس آیا تو میں ذرا اس کی بیٹھنے کی کیفیت بتاؤں۔ کبھی بازو ہلاتا ہے۔ کبھی دوسرا۔ کبھی ایک پہلو پہ بیٹھتا ہے تو فوراً ہی دوسرے پہلو پہ پھر پہلے پہلو پہ۔ کبھی ناک کی چوٹی پر انگلی پھیرتا ہے کبھی سر ہلاتا ہے۔ کبھی سارا ہلتا ہے۔ سو اگر میں اسے کہوں کہ تو متوجہ ہو کر بیٹھ جا تو اس کا لمحہ بہ لمحہ ہلنا جلنا بند نہ ہوگا اور نہ ہی توجہ لگا سکے گا۔ البتہ رسیوں سے باندھ کر بٹھا دو تو اور بات ہے۔

ایک اور مزے دار بات عرض کروں کہ ہلنے جلنے کی ملاں نصیر الدین میں یہ ساری عادتیں ہو بہو موجود ہیں لیکن یہ کتنی حیرت ناک بات ہے کہ ان کی کمال درجہ باطنی آنکھ کھل چکی ہے اور مشاہدات بھی ارفع و اعلیٰ شروع ہو چکے ہیں۔ اور استغراق کی بھی ساری کیفیات

ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی
باہر نہیں کچھ عقلِ خدا داد کی زد سے

سے واقف ہو گیا ہے۔ زاویۂ نگاہ سے مکمل واقفیت رکھتا ہے۔ اگر مولنا صاحب اِس وقت میرے پاس ہوتے تو اِس کی وجوہات میں خود اُن کی زبانی لکھتا۔ اب کبھی آپ کو وُہ خود ہی بتائیں تو بتائیں کہ ایک منٹ بھی تم نیچے نہیں بیٹھ سکتے۔ لیکن پھر بھی کمال درجہ کا استغراق حاصل کر لیتے ہو وُہ کیسے؟

یہ سچ ہے کہ بہت لوگوں کی نظر اِن تصانیف پر عمل کر کے کھُل چکی ہے۔ اور اُنھوں نے میرے مافی الضمیر کو بھی خوب خُوب سمجھ لیا ہے۔ مَیں اِن کو مبارک باد دیتا ہُوں اور سلام بھی کرتا ہُوں۔ ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز وُہ مجھ گنہگار کی بخشش کا سامان بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔

اور جن کی آنکھ ابھی تک نہیں کھُلی اُن کے لئے عرض ہے کہ پڑھنے کے لئے زبان درکار ہُوا کرتی ہے اور سُننے کے لئے کان درکار ہوتے ہیں۔ اور پکڑنے کے لئے ہاتھ درکار ہوتے ہیں۔ لیکن دیکھنے کے لئے آنکھ ہی چاہیئے۔ آپ ہاتھوں سے، کانوں سے، زبان

عالم ہے غلام اُس کے جلالِ ازلی کا!
اِک دل ہے کہ ہر لحظہ اُلجھتا ہے خِرد سے

سے دیکھنے کا کام نہیں لے سکتے۔ اسی لئے باطنی مشاہدات کے لئے بھی آنکھ ہی درکار ہوتی ہے۔ پس اگر کچھ جاگتے جاگتے بیٹھے بیٹھے دیکھنا مقصود ہے۔ تو آنکھ کے علم کو یعنی علم العین کو بروئے کار لائیے تب آپ کو نظر بھی آنے لگے گا۔ ورنہ اور کسی بھی آلے سے آپ مقامِ دید میں نہیں پہنچ سکتے۔ دید کیلئے دیدے (آنکھیں) ہی درکار ہوں گے۔

سو دیکھنے کے لئے ہمیں آنکھ کے علم کو بروئے کار لانا چاہیئے۔ اِس کے بغیر چارہ نہیں اور علم العین کے تمام قوانین و قواعد کو مَیں پہلی چاروں تصانیف میں کھول کھول کر بیان کر آیا ہُوں وہاں سے ملاحظہ فرمائیں تاہم آپ کی سہولت کے لئے کچھ بیان کیئے دیتا ہُوں انسان کے ۵ حواس ظاہری اور ۵ حواس باطنی ہیں جو کہ یہ ہیں:

حواسِ خمسہ ظاہری

- دیکھنا
- سُننا
- چکھنا
- سونگھنا
- چھُونا

شاعر کی نوا مُردہ و افسردہ و بے ذوق
افکار میں سرمست، نہ خوابیدہ نہ بیدار

جہاں تک ظاہری حواس کا تعلق ہے اس سے سب لوگ واقف ہیں۔

حسِ متخیلہ: یہ خیال کی محسوسات ہیں۔ خیال کی حس نہ ہوتی تو تمام عالم بلکہ دونوں جہان ہمارے لئے بے کیف و بے حقیقت ہو کر رہ جاتے۔

ع عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

؎ آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالبؔ صریرِ خامہ نوائے سروش ہے

حسِ حافظہ: حافظہ تو سراپا حافظِ دونوں جہان ہے۔ ہر چیز کی یادداشت کا خزانہ ہے۔ سچ پُوچھو تو حفظِ مراتب کے لحاظ

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھکو
ہو جس کے رگ و پئے میں فقط مستیٔ کردار

سے حافظہ ہی حافظِ قرآن ہے کہ اس کے بغیر انسان نامکمّل رہ جاتا ہے۔ پس حافظہ آپ کی یادداشتوں کا امانت دار ہے۔

حسِّ واہمہ:

یہ حِس کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے مثلاً حضرت جنیدؒ بغدادی کے مُرشدِ پاک ایک روز تشریف لائے مگر دروازے پر آکر ٹھہر گئے۔ اندر نہ گئے۔ اندر جنیدؒ کے دِل میں شبہ گزرا جیسے اُن کے مُرشدِ پاک آئے ہوں۔ مگر شبہ سمجھ کر چُپ ہو رہے چند سیکنڈ بعد پھر خیال گزُرا کہ مُرشدِ پاک آئے ہیں مگر شبہ سمجھ کر پھر چُپ ہو رہے۔ پھر تیسری دفعہ یہی گزُرا تو جنیدؒ دروازہ پر گئے تو دیکھا واقعی مرشدِ پاک منتظر کھڑے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جنیدؒ جب دو دفعہ پہلے تمہارے دل پر میرے آنے کا خیال گزُرا تھا تو اُسی وقت آپکو آجانا چاہیئے تھا۔ تو نے اپنے دل کی پیروی نہیں

کہتا ہے زمانے میں یہ درویش جوانمرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی ادھر جا

کی۔ اُب آتے تو کیا آئے۔

نوٹ : یہ پختہ افکار کے مالک اولیاء کرام کی مثال ہے

حِسّ مُدرکہ : مُدرکہ اِدراک سے اور اِدراک دُرک سے ماخوذ ہے۔ دُرک کے معنی سُوجھ بُوجھ۔ تلاش۔ جستجو اور ڈھونڈنے کے ہیں۔ پس تمام صنعت و حرفت اور جدید ایجادات اسی حِسّ مُدرکہ کی مرہونِ منّت ہے۔

ہے پَرے سرحدِ اِدراک سے اپنا مسجُود
قبلہ کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

حِسّ متصرّفہ : متصرّفہ صَرف سے ماخوذ ہے۔ صَرف کے معنی خرچ کرنا۔ استعمال میں لانا یا نہ لانا۔ لینا یا نہ لینا۔ دینا یا نہ دینا ہے۔ اسی حِس کی وجہ سے انسان کو وقتی طور پر ایک خاص مدت تک فعل مختار قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز کا حکم دیتا ہے اُب تیری مرضی ہے کہ تو نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۔

پس جس کا جی چاہے اُس کو مان لے اور جس کا جی

توڑا نہیں جادُو مری تکبیر نے تیرا!
ہے تجھ میں مُکر جانے کی جُرأت تو مکر جا

چاہے اُس کا انکار کر دے پس اس کا استعمال آپ مرنے سے پہلے پہلے کر سکتے ہیں۔

رُوحانیّت کا ایک مسلّمہ اُصُول

رُوحانیّت کا باطنی دُنیا میں داخل ہونے، باطنی آنکھ کھلنے باطنی طیر سیر، مشاہدات کھلنے، تجلّیات کے نزول۔ باطنی پرواز کا ایک مسلّمہ اُصول ہے۔ اور وُہ اُصول یہ ہے کہ جب تک کسی کے ظاھری حواس بند نہ ہو جائیں۔ اُس کے باطنی داس نہیں کھل سکتے اور جب تک باطنی حواس نہ کھلیں مذکورہ مشاہدات نہیں ہوتے۔

نکتہ نمبر ۳: پس استغراق، محویّت، بیخودی (اپنے آپ میں ڈوب جانا) سے ظاہری حواس بند ہو جاتے اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ اِس لحاظ سے حواس کو بند کرنے اور کھولنے کی ایک ہی کلید استغراق ہے۔ پس باطنی دُنیا میں داخل ہونے

اُلفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہُر سے

کے لئے. استغراق لازمی شرط ہے۔ اور استغراق کو کنٹرول کرنے کے لئے زاویۂ نگاہ نہایت ضروری ہے۔ نیز استغراق طاری کرنے کے لئے بھی زاویۂ نگاہ نہایت ضروری ہے۔ پس زاویۂ نگاہ استغراق طاری کرنے اور استغراق کو کنٹرول کرنے دونوں کی کلید ہے۔ گویا زاویۂ نگاہ آپ کی باطنی سواری کی لگام ہے۔ پس لگام کے بغیر گھوڑا مُنہ زور ہو جایا کرتا ہے۔

ذرا چُست ہو کر بیٹھ جائیے۔ چُونکہ مَیں آپ کو آخری دفعہ سمجھا رہا ہُوں۔ خدا جانے زندگی میں آخری بار سمجھا رہا ہوں۔ اور یہ خدا خبر تصنیف بھی (ماسوائے خطوط) آخری ہے۔ اِس لیئے خدا جانے ہماری مُلاقات اِس کے بعد کبھی ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اِس لیئے خُوب غور سے اور خُوب اچھّی طرح سمجھ لیجئے۔ میرے اچھّے دوست. اگر مجھے معلُوم ہوتا کہ یہ سبق جو مَیں تجھے دے رہا ہُوں سب لوگ دے سکیں گے تو مَیں یہ تصانیف ہرگز تحریر نہ کرتا۔ جب مَیں نے دیکھا کہ اِس موضوع کی

کہتے ہیں فرشتے کہ دلآویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن

طرف کوئی بھی کوئی توجہ نہیں کر رہا تب مجھے مجبوراً یہ تصانیف تحریر کرنا پڑیں۔ باطن میں آنے جانے کیلئے پہلے سے کوئی قانون و قاعدے ہونے چاہئیں تھے لیکن بہت کم ہیں سیر حاصل نہیں ہیں اس لئے اِس وقت کو اور اِس قلم کو جس سے میں اِس کو لکھ رہا ہُوں غنیمت جانیئے۔ اِس کے بعد آپ مجھے یاد اللہ۔ یا یادش بخیر کے الفاظ سے پکارا کروگے۔ لیجئے سُنیئے۔ متوجہ ہونے کے لیئے آرام سے (جسطرح آپ کو سہولت ہو) بیٹھ جایا کریں۔ پہلے چند منٹ تصوّر اسم اللہ اور اسم محمّد کیا کریں۔ آنکھیں بند رہیں۔ اپنی آنکھوں کے بالکل سامنے نصف فٹ سے لے کر سوا فٹ تک (۹۰ درجہ زاویہ) اپنی نظر کو جما لیا کریں۔ یاد رہے یہ سب کچھ آپ بے خودی اور استغراق حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ پس مستغرق ہوتے جائیں۔ ڈوبتے جائیں اور ڈوبتے جائیں یہاں پہنچ کر استغراق کی وجہ سے اسم اللہ آپ کے سامنے سے غائب ہوتا جائے گا اور اسے غائب ہونے

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

دیکھئے کہ یہ خیالی تصور ہے اور ہم حقیقی و باطنی اسم اللہ متجلی دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے آپکو استغراق چاہیئے پس اور مستغرق ہوتے جائیں حتیٰ کہ آپ کو اپنی اور غیر کی بالکل کوئی خبر نہ رہے پس ایسی حالت میں آپ کی آنکھوں کے سامنے صبح صادق جیسا وقت آپ کو نظر آئے گا۔ نیز آنکھوں کے سامنے کی فضا بھی آپ کو کافی وسیع معلوم دے گی۔ پس یہ مشاھدہ کھلنے کا وقت ہے۔ مولانا نصیر احمد صاحب اور عزیزم محمد اعجاز حسین طالبعلم ایف ایس سی اور آفتاب احمد طارق، محمد وارث و دیگر کئی حضرات جن کی باطنی آنکھ کھل چکی ہے۔ اس کیفیت کو اچھی طرح جان گئے ہیں۔

اب اس سے آگے صرف ۲ درجے اور استغراق درکار ہے تو مشاھدہ کھل جائے گا۔ یاد رہے استغراق کی ہر حالت میں زاویۂ نگاہ پر کاربند رہیئے کہ اس سے استغراق جلد طاری ہو گا اور آپ کو نیند بھی نہیں آ دبائے گی۔

خرد نے کہہ بھی لا الٰہ تو کیا حاصل،
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

زاویۂ نگاہ کے ضمن میں

میں نے پہلی تینوں تصانیف میں زاویۂ نگاہ ۹۰، ۶۰، ۳۰، ۵ کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ سو ایک بات نوٹ کریجیے کہ درجہ بدرجہ جب ہم نگاہ کو مذکورہ زاویوں پر لے جائیں تو آنکھ کی پتلی کو ہُو بہو درجہ وار اُوپر لے جانے کی ضرورت نہیں بلکہ زاویے خیال سے قائم کیجیے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ آپ کی آنکھوں پر، پتلیوں پر اور پیشانی پر گرانی یا بوجھ نہ پڑے گا۔ اور بہت دیر تک آپ متوجہ بھی رہ سکیں گے

جن دوستوں کو اب تک نظر آچکا ہے۔ اُن کو مبارک ہو لیکن جن دوستوں کو ابھی کچھ بھی نظر نہیں آیا اُنہیں چاہیئے کہ پہلی تینوں تصانیف دوبارہ پڑھیں اور خوب غور سے پڑھیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ استغراق کی حالت نیند اور بیداری کے بین بین ہوتی ہے۔ پس جب آپ بیٹھیں تو استغراق میں جانے کی سر توڑ کوشش کیا کریں یہیں سے کامیابی کی منزل شروع ہوتی ہے۔

اور سچ پوچھو تو ناکامی کی ابتداء بھی استغراق حاصل نہ

تُو اَے اَسیرِ مکاں، لامکاں سے دُور نہیں
وُہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دُور نہیں

کرنے کی وجہ سے یہیں سے شروع ہوتی ہے۔
دیکھئے ناامید ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی روز انسان کی طبیعت موزوں ہوتی ہے کسی دن نہیں۔ اس لئے کسی روز نظر آئے گا کسی روز نہیں۔ لیکن اگر آپ کو استغراق میں جانا آتا ہے تو پھر ہر روز ہی نظر آیا کرے گا۔
جب آپ دیکھیں بوقت متوجہ ہونے کے طبیعت مانوس نہیں ہو رہی تو ایسے میں آنکھیں کھول دیجئے اور جو سورتیں قرآن پاک میں سے آپ کو یاد ہوں پڑھنے لگ جائیں پڑھتے پڑھتے طبیعت پھر بوجھل ہونے لگے گی۔ پس اس وقت پڑھنا چھوڑ کر اور آنکھیں بند کر کے متوجہ ہو جائیں تو انسان استغراق میں چلا جاتا ہے۔
لیکن یہ کیفیت اُن مبتدی لوگوں کی ہوتی ہے جو استغراق حاصل کرنے سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں یا اناڑی ہوتے ہیں یا اُن کی طبیعت حسب حال ہی نہیں ہوتی۔ لیکن جو اشخاص استغراق حاصل کرنا سیکھ جاتے ہیں وہ کبھی بھی ناکام نہیں رہتے۔

سو تیری کامیابی کا ضامن استغراق کا حصول ہے۔ سو تُو نے استغراق حاصل کرنا

جس کا عمل ہے بے غرض اُسکی جزا کچھ اَور ہے
حُور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

سیکھ لیا تو کامیابی تیرے دروازے پہ ضرور
دستک دے گی۔

اگر تُو نے استغراق حاصل کرنا سیکھ لیا۔ اور تیرا مشاہدہ بھی جاری ہو گیا تو پھر الہامی کیفیت خود بخود جاری ہو جاتی ہے۔ چونکہ جن لوگوں کا مشاہدہ کھُل جاتا ہے تو پھر اُن کی طبیعت بھی کافی حسب حال ہو جاتی ہے۔ الہامی کیفیت کیسے پیدا ہوتی ہے اور وہ کیا اسباب ہیں کہ جن کی بنا پر الہامی کیفیت جاری ہو جاتی ہے یہ سب کچھ میں تصنیف "حق سُبحان" کے آخر میں بیان کر چکا ہُوں۔ وہاں سے مطالعہ فرمالیں۔

گو مَیں نے الہامی کیفیت کے بارے میں بچپن میں بہت تحقیقات کی تھیں اور اس کے اصول و قواعد بھی وضع کر دیئے تاہم مولنٰنا نصیر احمد یا اعجاز حسین و دیگر کئی دوستوں نے کوئی الگ کوشش نہیں کی۔ الہام کے حصُول کے لئے۔ بلکہ جب ان کا مشاہدہ جاری ہُوا تو ساتھ ہی الہامی کیفیت بھی جاری ہو گئی۔ میری تصنیفات سے پہلے کے تمام دوست اس کیفیت سے واقف ہیں۔ پس

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسے نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے آپ استغراق کے حصول کے لئے سر توڑ کوشش کیجئے۔ تاکہ آپ باطن میں آنا جانا سیکھ جائیں۔

وُہ حضرات جن کو ابھی تک کچھ نظر نہیں آیا ایک ضروری بات نوٹ کر لیں۔ وُہ یہ کہ جب آپ متوجہ ہو کر بیٹھیں تو بار بار دل میں یہ خیال نہ کریں کہ اب نظر آ جائے۔ ہائے اب نظر آ جائے۔ یوُں کرو گے تو میرا تجربہ ہے کہ آپ کو ہرگز نظر نہ آئے گا۔ بلکہ متوجہ ہوتے وقت اور دوران توجہ آپ کی کوشش استغراق حاصل کرنے کی ہونی چاہیئے۔ استغراق حاصل ہو گیا تو نظر خود بخود آ گیا۔

مَیں جب متوجہ ہو کر بیٹھتا ہُوں تو میری یہ کوشش نہیں ہوتی کہ مجھے ابھی نظر آ جائے بلکہ میں بڑے آرام سے مطمئن ہو کر متوجہ ہو جاتا ہُوں۔ اور استغراق میں جب چلا جاتا ہوں تو نظر خود بخود آ جاتا ہے۔ اس لئے حاصل مقصد یہ کہ متوجہ ہوتے وقت کوشش استغراق حاصل کرنے کی چاہیئے۔ نظر خود بخود آ جایا کرے گا۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر کہ جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی

ایک بات اور۔ جب دل باتیں کرنے لگ جائے تو بھی ہرگز نہ استغراق طاری ہوتا ہے اور نہ ہی کچھ نظر آتا ہے۔ دل کا باتیں کرنا اس بات کی بھی دلیل ہوتا ہے کہ آپ کا ایسے وقت میں زاویۂ نگاہ بالکل قائم نہیں۔ پس زاویۂ نگاہ دل کی باتیں روکنے کا واحد علاج ہے۔

یہ مضمون اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اور تصنیف "سُبحان اللہ" بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے اور کوئی بات دریافت طلب ہو تو اب پوچھ لیں۔ پھر ہم اپنا دفتر کا غذات و قلم دان طاقِ نسیان میں رکھ دیں گے۔ پھر ہم آپ کو شاید ڈھونڈے سے بھی نہ ملیں گے

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

دیکھو بھائی سچی بات تو یہ ہے۔ میں اس جہان میں آ تو گیا اور اُس نے مجھے یہاں بھیج تو دیا لیکن آپ کا مجھے علم نہیں مجھے تو یہ جہان راس نہیں آیا۔

پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

وُہ کون سی گھڑی ہو گی جب اس جہان سے رُخصت ہو جائیں گے۔ یہ اور کچھ بھی نہیں لمحہ بہ لمحہ تغیر پذیر۔ دن بدن فنا پذیر۔ یہاں رُہ کے کیا کرنا ہے۔ البتہ ایک بات ہے سہ

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھُل گیا!
بلبلیں سُنکر میرے نالے غزلخواں ہوگئیں

- کامل پیر بھی کامل مُرید کی تلاش میں رہتا ہے
- مُرشد، راہبر کی تلاش بہت ضروری ہے لیکن اگر مرشدِ کامل تجھے مل جائے تو خوشا نصیب، لیکن یاد رکھ اپنی کوشش سے پھر بھی کبھی دستبردار نہ ہونا۔ اگر تو کوشش سے دستبردار ہو گیا تو کامل مرشد کی تخم ریزی کو بھی ضائع کر بیٹھے گا۔

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسّر تونگری سے نہیں

متوجّہ ہو کر بیٹھنے کے متعلق آخری

ھدایات

بہت دوست متوجہ ہو کر بیٹھنے کے طریقہ کے متعلق سوال کرتے ہیں سو عرض ہے کہ یہ توحید کا راستہ ہے ورد و وظائف میں ہر طرح کی پابندی ہوتی ہے۔ لیکن توحید کے راستہ میں' اللہ اللہ کرنے میں' تصور اسم اللہ ذات میں۔ مُستغرق ہونے کے لیئے کوئی پابندی نہیں ہُوا کرتی۔ گو پاکیزگی ہر شخص کے لیئے بہتر ہوتی ہے۔ آپ بالکل آرام سے بیٹھئے۔ اپنے پیچھے تکیہ۔ گدیلا یا کوئی اور چیز رکھ سکتے ہیں لیکن آپ کا سَر اور گردن کسی چیز سے نہ لگے۔ ٹانگیں اکٹھی کر کے بیٹھو لیکن مگر تھک جاؤ یا اس طرح نہ بیٹھ سکو یا آپ کو کوئی تکلیف ہو تو بیشک ٹانگیں پسار کر بیٹھئے۔ کُرسی پر بیٹھئے۔ چارپائی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھئے۔ کوئی پابندی نہیں۔ جو یہ کچھ بھی نہ کر سکتے ہوں وُہ سیدھے

تیرا مجازی محبوب بھی اچھا ہے لیکن میرے محبوب جیسا تو دونوں جہان میں کوئی بھی نہیں!

لیٹ کر متوجہ ہوں۔ میں ایک عمر بیٹھ کر بھی متوجہ ہوتا رہا ہوں اور لیٹتے وقت تو ہر روز ہی متوجہ ہوتا تھا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بھی آپ کو آسانی ہو کر سکتے ہیں۔ متوجہ ہونا ہی اصل کام ہے اور ہر حال میں آپ متوجہ ہو سکتے ہیں۔ اور بس!

اے میرے اللہ! یہ تمام تصانیف اس بندۂ عاجز نے صرف اور صرف تیری خوشنودی کے لئے تصنیف کی ہیں اور تجھ سے بہتر جاننے والا اور کون ہوگا۔ تو علیم و خبیر ہے۔ تو اگر نہ چاہتا تو میری کیا مجال تھی کہ میں قلم اُٹھا سکتا۔ تو انہیں لوگوں کے لئے باعثِ ہدایت بنا دے۔ یا اللہ تیرے اور تیرے رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے برگزیدہ بندوں کے سوا میرا کوئی دوست نہیں ہے میری زندگی، میرا مرنا، میرا جینا سب کچھ تیرے لئے ہے۔ مجھے مسلمان زندہ رکھ اور مسلمان مار۔ یا اللہ تیری توحید میں میری ہستی، نیست ہے۔ چونکہ میری ہستی تیری توحید کے راستے میں رکاوٹ کا باعث ہو گی۔ پس میں اپنی ہستی

مَیں بندۂ ناداں ہُوں مگر شکر ہے تیرا
رکھتا ہُوں نہاں خانۂ لاہوت سے پیوند

سے گزرا۔ اپنے آپ سے گزرا اور اپنے ہونے سے گزرا۔ مَیں اپنے آپ سے دستبردار ہُوا۔ تُو ہے تو سب کچھ ہے تُو نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ تُو بے مثل ہے تو بے مثال ہے تُو چون و بیچگون ہے۔ تُو الاٰن کَمَا کَانَ ہے جیسے کہ پہلے تھا ویسے ہی اب ہے۔ تُو ہر شئے پر محیط ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ تیرے جیسی تو دونوں جہان میں کوئی چیز بھی نہیں دونوں جہان میں (مَیں اقرار کرتا ہوں) تیرا کوئی بھی شریک نہیں تُو واحد ہے تُو احد ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

مجھے کیوں فکر ہے اے گُل دلِ صد چاکِ بلبل کی ٭ تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
تمنّا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں ٭ تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خُو کر لے
صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پا بہ گِل بھی ہے ٭ انہیں پابندیوں میں حاصل آزادی کو تُو کر لے

مطمئن ہے تو پریشاں مثل بُو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں

کچھ سلسلہ تصنیف "ماشاءاللہ" کے بارے میں

قارئینِ کرام ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ قانونِ رُوحانیت کے ضمن میں آپ کی معلومات میں کچھ اضافہ ہو۔ اگر متوجہ ہونے کے مزید قواعد سے رُوشناسی چاہتے ہوں ۔ اگر آپ چاہتے ہوں کہ تصوّف کے باریک اور لا ینحل مسائل کیسے حل کئے جا سکتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں آپ کی باطنی پرواز جاری ہو۔ اور آپ بیٹھے بیٹھے جاگتے جاگتے دوسرے جہان کی سیر کر سکیں۔ اگر آپ چاہتے ہوں کہ اپنے اختیار سے دُوسرے باطنی جہان میں جب جی چاہے آسکو جب جی چاہے جا سکو۔ اگر آپ علم العین سے مزید واقفیت چاہتے ہوں۔ اگر آپ چاہتے ہوں کہ مُبتدی اناڑی طالب کی کیسے باطنی آنکھیں کھُل سکتی ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ تجلیات۔ مشاہدات کیسے جاری ہوتے ہیں تو اِس بندہ کی سلسلہ وار تصنیف "ماشاءاللہ" منگوا کر مطالعہ فرمائیے۔ جس میں مذکورہ بالا مسائل کے علاوہ مزید روزمرہ کی

ہدیہ کتاب

اول گیارہ بار درود شریف۔ ایک بار الحمد شریف

۔تین بار سورۃ اخلاص۔ آخر گیارہ بار درود شریف

برائے ایصال ثواب

مصنف تصنیف ہذا

ڈاکٹر نور محمد نور (سروری قادری، جلالپوری)

(دعا کا طالب) ریاض مسعود

riazmasud2k@gmail.com

netdokan@gmail.com

Cell# 03334215416

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

پیش آمدہ مشکلات کا حل بیان کیا گیا ہے۔

ملا مزاج تغیر پسند کچھ ایسا ؛ کیا قرار نہ زیرِ فلک کہیں ہم نے

لو صاحب! اب ہم آپ سے جُدا ہونے والے ہیں۔ دیکھئے جُدا ہوتے وقت رُو ٹھا نہیں کرتے۔ مجھ سے کوئی بات مزاجِ گرامی پہ گراں گزری ہو تو در گزر فرما دیں۔ ماشاء اللہ ہم دوبارہ تصنیف "ماشاءاللہ" میں ملیں گے۔ رُخصت۔ اجازت! والسلام

اُٹھ گئے ساقی جو تھے میخانہ خالی رہ گیا
یادگارِ بزمِ دِلّی ایک حالی رہ گیا

آخر میں میں خوشنویس و خوش رقم، زرنگار، قلب نگار، خوش اخلاق و خوش گفتار جناب محمد شریف اختر و محمد حفیظ انجم آف پھالیہ ضلع گجرات کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے دورانِ کتابت مجھ سے ہر طرح کا تعاون کیا ؛

والسلام

احقر ڈاکٹر نور محمد نور سرٰی